بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ ۔ قادیان دار الامان ۲۴ جون ۱۹۲۴ء

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

امام جماعت احمدیہ کا عزم یورپ

مغربی ممالک کی تبلیغ کیلئے ایک مستقل سکیم تجویز کرنے اور وہاں کے تفصیلی حالات سے واقف ہونے کیلئے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عزم یورپ کے متعلق جماعت احمدیہ کے لئے جو اعلان شائع فرمایا ہے۔ وہ اخبار میں اس لئے درج کیا جاتا ہے۔ کہ جہاں ہماری جماعت کے زیادہ سے زیادہ اصحاب اس سے آگاہ ہو سکیں۔ وہاں دوسرے سمجھدار لوگ بھی اندازہ لگا سکیں کہ حضور نے کس قدر ذاتی اور خانگی مشکلات اور تکالیف کے باوجود مذہبی اغراض و مقاصد کی خاطر یہ سفر اختیار کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ (ایڈیٹر)

احمدیہ جماعتوں سے مشورہ اور اس کا نتیجہ

برادران! السلام علیکم۔ انگلستان کی مذہبی کانفرنس کی دعوت کے جواب کے متعلق میں نے آپ لوگوں سے مشورہ کیا تھا کہ مجھے اس دعوت کا جواب کیا دینا چاہیئے۔ اس چٹھی کا جواب قریباً ایک سو گیارہ یا بارہ انجمنوں کی طرف سے آیا ہے۔ جن میں سے سو کے قریب تو اس امر کی تائید میں ہیں کہ مجھے خود جانا چاہیئے اور بارہ انجمنیں اس امر کی تائید میں ہیں کہ مجھے نہیں جانا چاہیئے۔ جماعتوں میں سے اتنی بڑی تعداد کا جانے کا مشورہ دینا الٰہی تصرف کے ماتحت معلوم دیتا ہے۔

استخارہ

مگر میں نے مناسب سمجھا کہ کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے استخارہ بھی کر لیا جائے اور چالیس آدمیوں سے زیادہ کو استخارہ کے لئے مقرر کیا۔ بعد استخارہ جب ان لوگوں سے مشورہ لیا گیا۔ تو اٹھارہ کے قریب آدمی جانے کے مخالف تھے اور چوبیس کے قریب جانے کی تائید میں تھے۔ دو تین کی رائے درمیان میں تھی۔ اس کے بعد میں نے یہی مناسب سمجھا۔ کہ مجھے خود ہی جانے کی تیاری کرنی چاہیئے کیونکہ ہر ایک طریق مشورہ میں جانے کا مشورہ دینے والوں کا پہلو ان لوگوں پر جو نہ جانے کا مشورہ دیتے ہیں غالب رہا ہے۔ گو ابھی تک میری اپنی طبیعت یکسو نہیں ہے۔ لیکن زیادہ دیر کرنے سے کوئی فیصلہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ ایسے سفروں کے لئے کافی عرصہ پہلے سے تیاریاں ضروری ہوتی ہیں۔

مشکلات

میرے لئے جو مشکلات ہیں۔ انہیں سے ایک تو میں پہلے ہی بیان کر چکا ہوں یعنی میری مالی مشکلات جن کی موجودگی میں اور بوجھ کا اٹھانا طبیعت پر ایک حد تک گراں گذرتا ہے۔ دوسرے میری صحت بہت خراب رہتی ہے۔ اور اتنے لمبے سفر اور اس کی مشقتوں کو برداشت کرنا میرے لئے شاید ایک بار گراں ثابت ہو۔ کیونکہ اس قدر کثیر اخراجات کے برداشت کرنے کے بعد اگر وقت کو پوری طرح استعمال نہ کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ کام نہ کیا جائے۔ تو یہ ایک اسراف ہوگا۔ جس کو میری طبیعت پسند نہیں کرتی۔ تیسرے قادیان سے اس قدر عرصہ تک اتنے فاصلہ پر رہنا گویا ایک نئی دنیا ہے۔ مجھے ناپسند ہے۔ چوتھے اپنی صحت کی خرابی اور عمر کی ناپائداری کا خیال کر کے طبیعت ایک تکلیف محسوس کرتی ہے۔ پانچویں میری دو بیویاں اس وقت حاملہ ہیں۔ اور دونوں کو اسقاط کا مرض ہے۔ اور بچے ان کو سخت تکلیف سے ہوتے ہیں۔ بسا اوقات کہ جان کی فکر پڑ جاتی ہے۔ اور ان کے وضع حمل کا زمانہ وہی ہے۔ جو اس سفر میں خرچ ہوگا۔ میری غیر حاضری کا خیال ان کی طبائع پر قدرتاً ایک بوجھ ہے۔

دینی فرائض سب سے مقدم ہیں

مگر باوجود ان مشکلات کے میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ میرے نفس کے آرام پر اور میرے عزیزوں کی خواہشات پر میرے وہ فرائض جو دین اور سلسلہ کے متعلق ہیں۔ مقدم ہیں۔ میں جو کچھ جانتا ہوں۔ وہ میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ اگر وہ آپ کو معلوم ہوتا۔ تو شاید بہتوں کے دل رحم اور ہمدردی سے بھر جاتے۔ مگر میں ایک خدا پر ایمان لاتا ہوں جو علی کل شیء قدیر ہے۔ اس لئے باوجود میری کمزوریوں اور خطاؤں کے مجھے نہیں چھوڑا اور وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہا۔ اور ہر مشکل میں میری اس نے مدد کی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ اپنے رحم سے اپنی تقدیر کو بھی بدل دیگا۔ اور اپنے فیصلہ کو بھی الٹ دیگا۔ اور میری بے بسی پر رحم فرمائے گا۔ اور میں تو کہتا ہوں کہ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ علیہ توکلت والیہ انیب۔

روانگی کب ہوگی

اسکے بعد میں اس امر کی اطلاع

دوستوں کو دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر بعد میں خدا تعالیٰ کی مشیت کسی اور رنگ میں ظاہر نہ ہوئی۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں ۱۵ جولائی کو بمبئی سے روانہ ہونا ہوگا۔ قادیان سے روانگی کی تاریخ سے اور گاڑی سے بعد میں اطلاع دی جائیگی ۔

رسول کریمؐ کی ایک پیشگوئی پورا کرنے کا ارادہ

ارادہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس پیشگوئی کو جو مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق ہے۔ اور جس کی تاویل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمائی ہے کہ مسیح موعود یا اس کا کوئی خلیفہ دمشق کو جائے گا۔ اس سفر میں پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور راستہ میں چند دن کے لئے دمشق بھی ٹھہرا جائے۔ گو اس کے لئے اپنے راستہ سے ہٹ کر جانا ہوگا۔ مگر چونکہ ایسے موقعے روز بروز نہیں مل سکتے۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے اس سفر سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی ضروری ہے۔ اور سلسلہ کی صداقت کا ایک نشان قائم کرنا عین سعادتمندی ہے ۔

خلیفہ کا مرکز میں رہنا ضروری ہے

اسکے بعد میں احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ بعض احباب نے اپنے مشورہ کی بناء اس امر پر رکھی ہے۔ کہ مذہبی کانفرنس نے چونکہ بلایا ہے اس لئے وہاں ضرور جانا چاہیئے۔ اور یہ خیال کیا ہے۔ کہ گویا اس سفر کے ساتھ ہی یورپ فتح ہو جائیگا اور ہزاروں لاکھوں آدمی اسلام میں داخل ہو جائینگے میرے نزدیک اس امر پر اور اس امید پر مشورہ دینا درست نہ تھا۔ میں پہلے بھی بارہا بیان کیا ہے۔ کہ خلیفہ دورہ کرنیوالا واعظ نہیں کہ وہ جہاں جہاں لیکچر دینے کی ضرورت ہو وہاں جائے۔ وہ ایک سپاہی نہیں کہ لڑنے کے لئے جائے بلکہ ایک جرنیل ہے جس نے سپاہیوں کو لڑوانا ہے۔ کسی مذہبی کانفرنس کی درخواست پر اس کا باہر جانا یا محض لیکچر دینے کے لئے اس کا مرکز سے نکلنا درست نہیں۔ یہی طریق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ اور یہی آپ سے پہلے اُمت محمدیہ کے خلفاء کا رہا ہے۔ پس میں طبعاً اس خیال کے مخالف ہوں کہ کسی مذہبی کانفرنس کے بلاوے پر مرکز کو چھوڑ دوں۔ ایک دوست نے خوب لکھا ہے۔ کہ اگر اگلے سال اس سے بڑی مذہبی کانفرنس ہو گئی۔ تو پھر کیا ہم اپنے خلیفہ سے درخواست کرینگے۔ کہ وہ اب وہاں جائے۔ یہ بات بالکل درست ہے۔ مذہبی کانفرنسیں تو ہر سال ہو سکتی ہیں۔ اور لوگوں کی توجہ اگر مذہب کی طرف پھر جائے تو بہت بڑے بڑے پیمانوں پر ہو سکتی ہیں۔ مگر ان کی وجہ سے خلیفہ وقت اپنے مرکز کو نہیں چھوڑ سکتا۔ ورنہ اس کے لئے مرکز میں رہنا مشکل ہو جائیگا۔ ایک مشہور جرمن مدبر فلاسفر کا یہ قول مجھے نہایت پسند ہے! اور بہت ہی سچا معلوم ہوتا ہے کہ ہر کام کے افسروں کو بالکل کام سے الگ اور فارغ رہنا چاہیئے۔ تاکہ وہ دیکھتے رہیں کہ کام کرنے والے فارغ نہیں ہیں۔ اگر وہ خود کام میں لگ جائیں گے۔ تو دوسرے کام کرنے والوں کی نگرانی نہیں کر سکینگے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مرکزی کارکنوں کو صرف نگرانی کا کام کرنا چاہیئے جزئی کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ یہ بات اور محکموں کے متعلق بھی درست ہوتی ہے۔ مگر خلافت کے متعلق تو بہت ہی درست ہے۔ میں اپنے تجربہ کی بنا پر جانتا ہوں۔ کہ خلافت ایک مردم کش عہدہ ہے اس کا کام اس قدر بڑھا ہوا ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کا فضل اس کے ساتھ نہ ہو۔ تو یقیناً ایک قلیل عرصہ میں اس عہدہ پر متمکن انسان ہلاک ہو جائے۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ اس عہدہ کا نگران ہے۔ وہ اپنے فضل سے کام چلا دیتا ہے۔

[illegible] وہ کسی عظیم الشان مذہبی کانفرنس کی دعوت ہی پر کیوں نہ ہو۔ خلفاء کے کام کے خلاف بلکہ مشکلات پیدا کرنے کا موجب ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ آئندہ امریکہ جاپان وغیرہ ممالک میں مذہبی کانفرنسیں ہوں۔ اور وہاں کے لوگ دعوت دیں۔ اگر وہاں بھی جاویں۔ تو ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اگر نہ جاویں۔ تو قومی تعصب کی وجہ سے ان ملکوں کے لوگ اسکو اپنی ہتک خیال کرینگے۔ اور تبلیغ سلسلہ میں رکاوٹ ہوگی۔ مغربی ممالک کے لوگ قومی عزت کا اس قدر احساس رکھتے ہیں۔ کہ جن اُمور کو ہم لوگ بالکل معمولی خیال کرتے ہیں۔ وہ انہیں اپنی زندگی اور موت کا سوال سمجھ بیٹھتے ہیں۔ پس میں مذہبی کانفرنس کی دعوت کے جواب میں جانے کے مخالف ہوں۔ اور اس امر میں جو لوگ نہ جانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ ان سے متفق ہوں۔

سفر کے نتیجہ کے متعلق خیال

اسی طرح میں اس امر کا بھی قائل نہیں ہوں کہ ایک ایسے مختصر سفر کے نتیجہ میں کبھی عظیم الشان فتح کی اُمید کی جائے۔ یورپ کے لوگ تو ہم سے ہر بات میں مختلف ہیں اور مذہب اور تمدن اور اخلاق اور عادات غرض کسی بات میں ہم سے نہیں ملتے۔ لاہور اور دہلی حضرت مسیح موعودؑ کو بھی جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور مجھے بھی ان مقامات پر ہمارے چند روزہ قیام سے کونسا غیر معمولی تغیر پیدا ہو گیا کہ ہزاروں آدمی سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ نہ لوگوں کے خیالات میں کوئی نمایاں تبدیلی ہوئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مختلف قوموں کے وفود سے تیرہ سال تک ملتے رہے۔ اور انہوں نے کوئی اثر قبول نہ کیا۔ پس جب اپنے ہمقوم جو بیسیوں باتوں میں ہم سے متفق ہیں اس قدر جلدی متاثر نہیں ہوتے۔ بلکہ ایک لمبی صحبت اور بار بار کی صیقل کے محتاج ہوتے ہیں۔ تو اس قدر رُوحانی بعد رکھنے والے لوگ کب ظاہری سامانوں کو دیکھتے ہوئے چند دن کی صحبت اور ایک لیکچر سے اسقدر متاثر ہو سکتے ہیں کہ فوراً سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں جماعت میں داخل ہو جائیں ۔

غیر معمولی تغیرات خدا کی مشیت کے ماتحت ہوتے ہیں

میں اس امر کا منکر نہیں کہ ایسے غیر معمولی تغیرات بھی ہوتے ہیں۔ مگر وہ کبھی انسان کی صحبت یا کسی کے لیکچر سے نہیں ہوتے۔ بلکہ خدا کے قادر کے زبردست ہاتھ سے ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی اور لاہور اور لدھیانہ کئی کئی ہفتے رہے۔ مگر وہاں کوئی اثر نہ ہوا۔ [illegible] کا

سفر جو ایک مقدمہ کی وجہ سے پیش آیا تھا۔ اس سے پہلے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ تو اس سفر میں خدا کی نصرت دیکھیگا۔ اور تین دن کے سفر میں گیارہ سو آدمیوں نے بیعت کی۔ پس ایسے تغیرات تو پیدا ہوتے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتے ہیں نہ کہ کسی بڑے یا چھوٹے انسان کے چاہنے سے اور ہم اللہ تعالیٰ کی مشیت پر حاکم نہیں۔ کہ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ وہ ضرور یوں ہی چاہیگا۔ اس لئے ہمیں فلاں کام کرلینا چاہیئے پس ہمیں اس امید پر بھی اپنے مشورہ کی بنیاد نہیں رکھنی چاہیئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی یہ مشیت ہے کہ وہ اسوقت کوئی نشان دکھائے۔ تو خود بخود کفر کی دیواریں ٹوٹنی شروع ہو جائینگی۔ ورنہ بظاہر حالات چند ہفتوں کی رہائش میں ایک شخص کا ہدایت پا جانا بھی ایک بہت بڑا کام معلوم ہوتا ہے ٭

مغربی ممالک میں عظیم الشان تغیر ہوگا

اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کا منشاء مغربی ممالک میں کوئی عظیم الشان تغیر پیدا کرنے کا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مغرب سے سورج کے نکلنے کی اسپر دلالت کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی رویا کہ مغربی ممالک کے لوگ اس جماعت میں خاص طور پر داخل ہونگے۔ اسپر شاہد ہے۔ اور میں نے بھی دو رؤیا دیکھی ہیں۔ جن کو میں اس تجویز سے بہت پہلے سنا چکا ہوں۔ وہ بھی مغرب میں ہماری فتح پر دلالت کرتی ہیں۔

تغیرات یورپ کے متعلق ایک رؤیا

چنانچہ پہلی رؤیا تو کوئی تین چار سال کی ہے۔ یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کی۔ جسے میں نے اسی وقت قادیان کے دوستوں کو سنا دیا تھا۔ اس رؤیا میں میں نے دیکھا کہ میں لنڈن میں ہوں۔ اور ایک ایسے جلسہ میں ہوں جس میں پارلیمنٹ کے بڑے بڑے ممبر اور نواب اور وزراء اور دوسرے بڑے آدمی ہیں۔ ایک دعوتی قسم کا جلسہ ہے۔ اسمیں میں بھی شامل ہوں۔ مسٹر لائڈ جارج سابق وزیر اعظم اس میں تقریر کر رہے ہیں۔ تقریر کرتے کرتے انکی حالت بدل گئی۔ اور انہوں نے ہال میں ٹہلنا شروع کردیا۔ اور ایسی گھبراہٹ ان کی حرکات سے ظاہر ہوئی۔ کہ سب لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان کو جنون ہوگیا ہے۔ سب لوگ قطاریں باندھکر کھڑے ہوگئے ہیں اور وہ جلد جلد ادھر سے ادھر ٹہلتے ہیں راستے میں لارڈ کرزن صاحب نے آگے بڑھکر ان کے کان میں کچھ کہا۔ اور وہ ٹھہر گئے۔ اور آہستہ سے لارڈ کرزن صاحب کو کچھ کہا۔ انھوں نے باقی لوگوں سے جاکر وہی بات کہی۔ اور سب لوگ دوڑ کر ہال کے دروازے کی طرف چلے گئے۔ اور باہر سڑک کی مشرقی جانب بھاگنا شروع کیا۔ ان کے اس طریق پر مجھے اور بھی حیرت ہوئی۔ قاضی عبد اللہ صاحب میرے پاس کھڑے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔ اور یہ لوگ دروازے کی طرف کیوں دوڑے۔ اور کیا دیکھتے ہیں قاضی صاحب نے مجھے جواب دیا کہ مسٹر لائڈ جارج نے لارڈ کرزن سے یہ کہا ہے کہ میں پاگل نہیں ہوا بلکہ میں اسوجہ سے ٹہل رہا ہوں کہ مجھے ابھی خبر آئی ہے کہ مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ کی فوجیں عیسائی لشکر کو دباتی چلی آتی ہیں۔ اور مسیحی لشکر شکست کھا رہا ہے۔ اور وہ ہٹتے ہٹتے اس جگہ کے قریب آگیا ہے۔ اور یہ لوگ اس بات کو سنکر دروازے کی طرف اس لئے دوڑے تھے۔ کہ تا دیکھیں۔ کہ لڑائی کا کیا حال ہے۔ جب میں نے یہ بات ان سے سنی۔ تو میں دل میں کہتا ہوں۔ کہ انکو اس قدر گھبراہٹ ہے۔ اگر ان کو معلوم ہو کہ میں خود ان کے اندر موجود ہوں۔ تو یہ مجھے گرفتار کرنے کی کوشش کرینگے یہ خیال کرکے میں بھی دروازے کی طرف اسی طرح بڑھا جس طرح وہ لوگ دیکھنے کے لئے گئے تھے۔ اور وہاں سے خاموشی سے سڑک کی طرف نکل گیا۔ اسپر میری آنکھ کھل گئی۔

دوسری رؤیا

دوسری رؤیا اسی سال کی ہے۔ مگر ولایت جانے کی تحریک سے دو تین ماہ پہلے کی ہے۔ یہ خواب بھی میں نے اسی دن دوستوں کو سنا دی تھی۔ جنمیں سے ایک مفتی محمد صادق صاحب بھی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ میں انگلستان کے ساحل سمندر پر کھڑا ہوں۔ جس طرح کہ کوئی شخص تازہ وارد ہوتا ہے۔ اور میرا لباس جنگی ہے۔ میں ایک جرنیل کی حیثیت میں ہوں۔ اور میرے پاس ایک اور شخص کھڑا ہے۔ اسوقت میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کوئی جنگ ہوئی ہے۔ اور اسمیں مجھے فتح ہوئی ہے۔ اور میں اس کے بعد میدان کو ایک مدبر جرنیل کی طرح اس نظر سے دیکھ رہا ہوں۔ کہ اب مجھے اس فتح سے زیادہ سے زیادہ فائدہ کس طرح حاصل کرنا چاہیئے۔ ایک لکڑی کا موٹا شہتیر زمین پر کٹا ہوا پڑا ہے۔ ایک پاؤں میں نے اسپر رکھا ہوا ہے اور ایک پاؤں زمین پر ہے۔ جس طرح کوئی شخص کسی دور کی چیز کو دیکھنا چاہے۔ تو ایک پاؤں کسی اونچی چیز پر رکھ کر اونچا ہوکر دیکھتا ہے۔ اسی طرح میری حالت ہے اور جسم میں عجیب چستی ہے۔ اور میں پاتا ہوں جس طرح کہ غیر معمولی کامیابی کے وقت ہوا کرتا ہے۔ اور چاروں طرف نگاہ ڈالتا ہوں۔ کہ کیا کوئی جگہ ایسی ہے جس طرف مجھے توجہ کرنی چاہیئے۔ کہ اتنے میں ایک آواز آئی۔ جو ایک ایسے شخص کے منہ سے نکل رہی ہے۔ جو مجھے نظر نہیں آتا۔ مگر میں اُسے پاس ہی کھڑا ہوا سمجھتا ہوں اور یہ بھی خیال کرتا ہوں۔ کہ یہ میری ہی روح ہے گویا میں اور وہ ایک ہی وجود ہیں۔ اور وہ آواز کہتی ہے۔ ولیم دی کنکرر یعنی ولیم فاتح۔ ولیم ایک پرانا بادشاہ ہے۔ جس نے انگلستان کو فتح کیا تھا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ جب میں نے دوستوں کو یہ خواب سنائی۔ تو مفتی صاحب نے ولیم کے معنے لغت انگریزی سے دیکھے۔ اور معلوم ہوا کہ اسکے معنے ہیں پختہ رائے والا۔ پکے ارادے والا یا دوسرے لفظوں میں اولوالعزم۔ پس گویا ترجمہ یہ ہوا اولوالعزم فاتح۔

ان خوابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغربی ممالک کے لئے ایک نیا ارادہ مقدر ہے۔ اور یہ کہ غالباً وہ کسی میرے سفر کے ساتھ وابستہ ہے۔ غالباً اسلئے کہ بعض دفعہ خواب میں جس شخص کو دیکھا جاتا ہے۔ اس کے قائمقام مراد ہوتے ہیں۔ مگر باوجود ان خوابوں کے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ نتائج اس سفر کے معاً ساتھ وابستہ ہیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ بیج سفر میں بویا جائے۔ نتیجہ بعد میں نکلے۔

فیصلہ کی بنا ظاہری حالات ہیں

خلاصہ یہ کہ گو ہم اللہ تعالےٰ کے فضل پر یقین کامل رکھتے ہیں۔ مگر ہمیں کبھی خدا تعالیٰ کی مشیت پر حکومت کرنیکی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اس سے پاک رہنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ دونوں امور خدا تعالےٰ کی غیرت کو بھڑکاتے ہیں۔ ہمیں اپنے فیصلہ کی بنیاد تو ظاہری حالات پر رکھنی چاہیئے۔ پھر دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالےٰ کی مشیت اس فیصلے کو علاوہ اس ضرورت کے پورا کرنے کے جس کی وجہ سے وہ کیا گیا ہے۔ دوسری برکات کا موجب بھی بنا دے۔

اغراض سفر

میرے نزدیک جن اغراض کے لئے اس سفر کی ضرورت ہے۔ ان میں سے ایک تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رویا کو پورا کرنا ہے جو آپ کا اپنے آپ کو وہاں دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ آپ کا کوئی جانشین ان علاقوں میں جائے۔ دوسرے یہ دینی ضرورت اس کی داعی ہے۔ کہ ہماری جماعت کا کام ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کرنا ہے۔ اور چونکہ ساری دنیا کو اسلام کے حلقہ میں لانا ہمارا فرض ہے۔ اسلئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ اس کے متعلق ہم ایک مکمل نظام تجویز کریں۔ جس کے متعلق ہم دیانت داری سے یقین کر سکیں۔ کہ یہ ہماری غرض کو پورا کر دے گا۔ اور جو فرض ہم پر ہے۔ وہ اس سے ادا ہو جائے گا۔ باقی رہا اللہ کا فضل سو وہ اسی کے اختیار میں ہے۔ اور جب ہم اپنا کام کر چکیں۔ تو ہمیں امید کرنی چاہیئے۔ کہ وہ فضل بھی نازل ہوگا۔ کیونکہ یہ کام اس کا ہے نہ ہمارا۔

اس نظام کے مقرر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ خلیفۂ وقت مغربی ممالک کی حالت کو وہاں جا کر دیکھے۔ کیونکہ اسوقت سب سے زیادہ مقابلہ مغربی خیالات سے ہے۔ اسلام اپنی دلیلوں میں سب مذاہب پر غالب ہے۔ لیکن مغرب کی عادتوں اور اسکے تمدن نے ایک ایسی شکل اختیار کر لی ہے کہ وہ اسلام سے اسی قدر مختلف ہے۔ جسقدر کہ دن رات سے مختلف ہے۔ وہ دونوں ایک جگہ بالکل جمع نہیں ہو سکتے۔ یورپ اسلام کے عقائد کو تسلیم کرنے کے لئے تو آج تیار ہے۔ لیکن وہ اپنی عادتوں کو چھوڑنے کے لئے بالکل تیار نہیں۔ صرف یہ کہ وہ خود اس کام کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ وہ ایشیاء اور افریقہ کو بھی اپنا ہم خیال بنا کر اسلام کو دنیا سے بالکل خارج کرنا چاہتا ہے۔ ان لوگوں کی طرز اور ان کی رہائش ہم سے ایسی جداگانہ ہے۔ کہ گھر بیٹھے ان کے متعلق فیصلہ کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے کہ زمین پر بیٹھے چاند کے حالات پر رائے زنی کیجائے بلکہ اس سے زیادہ مشکل۔ کیونکہ چاند کے حالات تو دوربین سے نظر آ سکتے ہیں۔ مگر یہاں ایک زندہ قوم کی اصلاح کا سوال ہے۔ جسکی ظاہری شکلوں پر نہیں۔ بلکہ اس کے دلی خیالات اور تعصبات کے متعلق ہم نے فیصلہ کرنا ہے۔

مغرب کی تبلیغ پر خرچ

ہم اسوقت تک ڈیڑھ لاکھ سے زائد روپیہ مغرب کی تبلیغ پر خرچ کر چکے ہیں۔ اور پندرہ سولہ ہزار روپیہ ہر سال خرچ کرتے ہیں۔ جو کچھ اس کثیر خرچ کا نتیجہ اسوقت تک نکلا ہے۔ اسکی نسبت ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ ملکوں کی اصلاح دیر سے ہوتی ہے۔ مگر ہم دیانت داری سے یہ بھی تو نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس تحریک کا آخری نتیجہ نکلے گا۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اور کم سے کم ایک کام کے متعلق ہم کو یہ یقین ہونا چاہیئے۔ کہ ہم صحیح راستہ پر چل رہے ہیں۔ اور اس کا آخری نتیجہ ضرور اچھا ہی نکلیگا الا ماشاء اللہ۔ مگر بوجہ اس کے کہ خلیفۂ وقت نے جو آخری کڑی ہے اس کام کی خود دیکھکر اس سکیم کو تجویز نہیں کیا۔ جس پر مغرب میں عمل ہونا چاہیئے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ہم نے ایک یقینی فیصلہ کر لیا ہے۔ پس مغربی ممالک میں تبلیغ کے کام کو اگر ہم نے جاری رکھنا ہے۔ اور اگر اس پر جو روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اسکی خدا تعالےٰ کو جوابدہی سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ خود خلیفۂ وقت ان علاقوں میں جا کر ان کی مشکلات کو دیکھے۔ اور وہاں کے ہر طبقہ کے لوگوں سے مشورہ کر کے ایک سکیم تجویز کرے جس پر چلنے کے لئے سب مبلغین کو مجبور کیا جائے۔ ہر ایک دن جو اس سکیم کے بغیر گذرتا ہے۔ وہ ہمارے روپیہ کو ضائع کر رہا ہے۔ آج سے دو سال بعد اگر ہم ایسی سکیم تیار کریں۔ اور وہ سکیم موجودہ طریق عمل کے خلاف ہو۔ تو گویا اس دو سال کا تیس چالیس ہزار روپیہ ضائع گیا۔ فروعی تغیرات تو ہوتے رہتے ہیں۔ اور ہوتے رہینگے لیکن اصول اگر طے ہو جاویں۔ تو پھر چنداں خطرہ نہیں رہتا۔ اسوقت تو بارہا ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک امر کے متعلق میں مبلغوں کو لکھتا ہوں اور وہ جواب دیتے ہیں۔ کہ آپ کو یہاں کے حالات معلوم نہیں ہیں۔ اور اکثر ایسا ہوا ہے۔ کہ بعد میں میری ہی رائے درست نکلی ہے اگر مجھے وہاں کے حالات معلوم ہوتے۔ تو نہ وہ اسطرح مجھے لکھ سکتے۔ اور نہ میں ان کی بات کو قبول کرتا۔ پس ان ضروریات کو مدنظر رکھکر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ مذہبی کانفرنس کی تحریک کو ایک خدا کی تحریک سمجھ کر اسوقت باوجود مشکلات کے اس سفر کو اختیار کر لوں۔ مذہبی کانفرنس میں شمولیت کی غرض سے نہیں۔ بلکہ مغربی ممالک کی تبلیغ کے لئے ایک مستقل سکیم تجویز کرنے اور وہاں کے تفصیلی حالات سے واقف ہونے کیلئے کیونکہ وہ ممالک ہی اسلام کے راستہ میں ایک دیوار ہیں۔ جس دیوار کا توڑنا ہمارا مقدم فرض ہے۔ پس مذہبی کانفرنس کو میں جانیکا موجب نہ قرار دیتا ہوں۔ اور نہ اس کے لئے جانیکو پسند کرتا ہوں۔ ہاں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ اس دعوت کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ نے ہمیں ہمارا فرض یاد دلایا ہے۔

بڑے کام بڑی قربانیاں چاہتے ہیں

ہمارے دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ بڑے کام بڑی قربانیاں چاہتے ہیں۔ وہ مذہب جو ایک ملک میں بند رہتے ہیں۔ کبھی دنیا میں غالب نہیں آ سکتے۔ ہندو تعداد میں دیکھو تو کہ چوبیس کروڑ ہیں۔ یعنی ساری دنیا کے مسلمانوں کے برابر۔ لیکن باوجود اسکے انکو ہندوستان سے باہر کوئی عزت حاصل نہیں۔ اور ہندو مذہب کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اسوجہ سے کہ یہ مذہب صرف ہندوستان میں ہے باہر نہیں۔ مذہب کی ترقی کا راز ان کا دنیا میں پھیل جانا ہے۔ ایک تھوڑی تعداد رکھنے والے۔ لیکن دنیا میں پھیلے ہوئے مذہب کیلئے زیادہ موقع ہے۔ کہ وہ دنیا میں پھیل جائے۔ بہ نسبت اس مذہب کے جسکی تعداد زیادہ ہے۔ لیکن وہ ایک ملک سے تعلق رکھتا ہے۔ پس اگر ہم اپنا فرض اشاعت مذہب کے متعلق ادا کرنا چاہتے ہیں۔ تو تمام ممالک کی تبلیغ ہمیں مدنظر رکھنی چاہیئے۔ اور اس کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ایک ایسی مکمل سکیم ہم تجویز کریں۔ جسمیں تمام اصولی امور کو مدنظر رکھ لیا جائے۔ ورنہ بہت سا روپیہ ضائع جائیگا۔ اور بار بار اپنے انتظام کو بدلنا ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

حقیقی اور کامل توحید

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۱۳ جون ۱۹۲۴ء)

ایک مسلمان جس وقت سے مسلمان ہوتا ہے یا جس وقت سے ہوش سنبھالتا ہے۔ اسی وقت سے اقرار کرتا ہے یا یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ اقرار کرتا ہے کہ وہ

ایک خدا پر یقین،

لاتا ہے۔ اور ایسی حالت میں یقین لاتا ہے کہ سوائے ایک خدا کے اور کسی کو معبود نہیں سمجھتا۔ نہ وہ یہ مانتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی اور ویسا خدا ہے۔ نہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ خدا کی سی صفات کسی اور وجود میں پائی جا سکتی ہیں۔ نہ وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی اور ہستی ایسی ہے۔ جس کی اطاعت اور فرمانبرداری اسے ایسی کرنی چاہیئے۔ جیسی خدا تعالیٰ کی کرنی ضروری ہے۔ اور اگر خدا کی فرمانبرداری کے مقابلہ میں آجائے تو انہیں چھوڑنی چاہیئے۔ پھر وہ یہ یقین کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرنی چاہیئے۔ یعنی وہ انتہائی تذلل۔ انتہائی اطاعت اور انتہائی محبت کو محض خدا تعالیٰ کے لئے مخصوص کرتا ہے۔

عبادت کیا ہے؟

اگر ایک شخص کو دیکھ کر کوئی کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کا ادب اور احترام کرتا ہے۔ اس کے لئے مرکزی جگہ چھوڑ دیتا ہے۔ کھانا یا کوئی اور عمدہ چیز اس کی خاطر کے لئے لاتا ہے یا اس کے ہاتھ دھلاتا ہے۔ تو ادب اور احترام کا اظہار کرتا ہے۔ اسی طرح سجدہ کیا ہے۔ یہ بھی طریق اظہار ہے ادب و احترام کا۔ مگر ایک طریق کو تو ہماری شریعت نے جائز رکھا ہے۔ اور دوسرے کو ناجائز۔ یہ جائز ہے۔ کہ کسی کے استقبال کے لئے جائیں یا کسی کو چھوڑنے کے لئے جائیں۔ یہ بھی جائز ہے کہ کسی کے سامنے اپنے ہاتھ سے کھانا رکھیں۔ یہ بھی جائز ہے کہ کسی کو صدر میں جگہ دیں۔ ان تمام طریقوں سے ہم کسی کا ادب اور احترام کر سکتے ہیں۔ اور یہ بیان بھی کر سکتے ہیں کہ ہم انکو معزز سمجھتے ہیں۔ مگر کسی کے لئے ایسی حرکت جو سجدہ یا رکوع کہلاتی ہے۔ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ یہ کہ ہر چیز کے مدارج ہوتے ہیں۔ انسانوں نے جس بات کو اپنی فطرت یا استعمال کے ذریعہ یا دنیوی اثرات کے ماتحت سب سے اعلیٰ اظہار ادب و احترام کا طریق قرار دیا۔ اسے خدا تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے مخصوص کر لیا۔ اور اسے دوسروں کے لئے جائز نہیں رکھا۔ خواہ کوئی کسی کو بغیر خدا سمجھے ہی سجدہ کرے جیسا کہ ہندوؤں میں ماں باپ کو کرتے ہیں۔ اور اسے پیری پونا (پاؤں پڑنا) کہتے ہیں۔ وہ اس لئے سجدہ نہیں کرتے۔ کہ ماں باپ کو خدا سمجھتے ہیں۔ بلکہ انسان ہی سمجھتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی سمجھتے ہیں۔ کہ ہم انتہائی تذلل اور انتہائی احترام تمہارے لئے کرتے ہیں۔ اور جب کسی کے لئے ایسا کیا جائیگا۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ وہ اور خدا برابر ہو گئے۔ کیونکہ دو مختلف مدارج والوں کے لئے ایک جیسا انتہائی تذلل اور ادب نہیں کیا جا سکتا۔ اسی وجہ سے خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ اور رکوع کرنے سے روکا گیا ہے۔ ورنہ یہ حرکت اپنی ذات میں شرک نہیں۔ کسی کو سجدہ کرنے اور اس کے آگے جھکنے سے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ اسے خدا سمجھنے لگ گئے تو رکوع اور سجدہ اپنی ذات میں شرک نہیں۔ لیکن انسانوں نے چونکہ اپنی فطرت اور عادت کے مطابق اسے انتہائی تذلل کا طریق قرار دے لیا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے کسی اور کے لئے اس کے اظہار سے روک دیا۔ اس سے ایک بات شرک کے متعلق معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کسی بات کے انتہائی درجہ کو اپنے سوا کسی کے لئے پسند نہیں کرتا۔ گویا

شرک کی تعریف

یہ نکل آئی۔ کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک شرک یہ ہے کہ جس چیز سے خدا کے سوا انتہائی تعلق ہو۔ خواہ وہ تعلق احترام کا ہو۔ خواہ محبت کا۔ خواہ ادب کا۔ خواہ کسب علم کا۔ خواہ کسی اور بات کے حاصل ہونے کا۔ وہ شرک ہے۔ ہر ایک بات کے متعلق خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے۔ کہ انتہائی تعلق اسی سے ہو۔ اگر وہ یہ نہ چاہتا۔ تو کسی اور کو سجدہ و رکوع کرنے سے نہ روکتا۔ اس میں کونسی خدائی آجاتی ہے۔ یہ محض ایک رسم ہے۔ جو انسانوں نے اختیار کی ہے۔ اگر انسان یہ قرار دے لیتے۔ کہ سجدہ اظہار نفرت کا طریق ہوتا۔ اور آج سے ہزار دو ہزار سال قبل اظہار نفرت کے لئے اس طریق کو استعمال کیا جاتا۔ تو کبھی کسی اور کو سجدہ کرنا منع نہ ہوتا۔ اور اگر منع ہوتا۔ تو بطور ایک ناپسندیدہ حرکت کے ہوتا۔ بطور شرک کے نہ ہوتا۔ کیونکہ بے جا اظہار نفرت سے بھی اسلام روکتا ہے تو اس میں شرک کی وجہ انسانوں کی پیدا ہوئی ہے۔ انسانوں نے جب اسے انتہائی تذلل اور عبودیت کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے سوا کسی اور کے لئے اس کے اظہار سے اس لئے روک دیا کہ جبکہ تم تو تسلیم کرتے ہو۔ کہ یہ انتہائی تذلل اور فرمانبرداری کے اظہار کا طریق ہے۔ تو اسے صرف میرے لئے ہی مخصوص کرو۔ کسی اور کے لئے نہیں ہونا چاہیئے۔

اس سے یہ نکتہ معلوم ہوا۔ کہ جس بات سے خدا تعالیٰ روکتا ہے۔ اور جو شرک ہے۔ وہ یہ ہے کہ

انتہائی تعلق

ہر قسم کا سوائے خدا کے کسی سے نہ ہونا چاہیئے۔ خواہ وہ تعلق محبت کا ہو یا عزت کا۔ یا ادب کا یا علم کا۔ مثلاً یہی کہ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ مجھے فلاں سے سب سے زیادہ علم مل سکتا ہے یا فلاں سے سب سے زیادہ محبت ہے۔ تو یہ اسلامی شریعت کے ماتحت شرک ہے۔ اور جس طرح کوئی قوم اگر کسی بات کو انتہائی قرار دے لے۔ تو خدا کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرنے سے شرک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح فرد بھی اگر کسی بات کو انتہائی قرار

دیگر خدا کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرے تو شرک ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ اسلام کی رو سے شرک ایک نہایت باریک بات ہے۔ کسی چیز کو اتنا اعلیٰ قرار دینا کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اس میں مدنظر نہ رہے۔ شرک ہے۔ مثلاً توکل ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یونہی کام چل جائیگا۔ تو یہ شرک ہے یا یہ کہے۔ کہ یہی ذریعہ کسب علم کا ہے۔ اور کوئی نہیں تو یہ بھی شرک ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی مذہبی کتاب پر ہی انحصار رکھتا ہے کہ یہی نجات کے لئے کافی ہے تو بھی مشرک ہے اسلئے کہ

کافی محض اللہ ہے

وہی ایک ایسی ہستی ہے۔ جس کے علوم کبھی ختم نہیں ہو سکتے باقی جو علوم خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ وہ وقتی ضروریات کے لئے آتے ہیں۔ اور وقتی ضروریات پر کھلتے ہیں۔ قرآن کریم میں علوم ہیں۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ مجھ پر الہام کے ذریعہ تسبیح نازل ہوتی ہے۔ اگر یہ بھی قرآن کریم میں موجود تھی۔ تو علیحدہ الہام کے ذریعہ نازل ہونے کی کیا وجہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے علاوہ بھی علوم ہیں۔ اور

خدا تعالیٰ کے علوم

کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ ہاں چونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دنیا کے اس آخری دور کے لئے قرآن کریم کو بھیجا گیا ہے۔ اس لئے ہم یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ ہماری حاجات کے لئے سارے خزانے اس میں بند کر دیئے گئے ہیں۔ مگر یہ کہنا کہ خدا کا سارا علم اس کے اندر بند ہے۔ یہ شرک ہے ہماری روحانی ضروریات کے لئے قرآن کریم میں سب کچھ موجود ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کا علم اتنا ہی نہیں۔ جتنا قرآن کریم میں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا علم وہی ہے۔ جس کے متعلق [illegible] فرمایا ہے۔ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (۲۵۶:۲) قرآن کریم بما شاء ہے علمہ نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے علم کا کوئی [illegible] نہیں کر سکتا۔ مگر اتنا ہی جتنا خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ کے پاس بھی علم رہتا ہے۔ پس قرآن کریم بما شاء ہے۔ علمہ نہیں۔ تو ہر بات میں یہ سمجھنا کہ اس میں خدا تعالیٰ کی صفات کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ توحید ہے۔ اسباب پر بھروسہ کرنا کہ ان کے ذریعہ کام ہو جائیگا۔ انسانوں پر بھروسہ کرنا کہ فلاں انسان کے ذریعہ کام ہو جائیگا۔ قرآن پر بھروسہ کرنا کہ جتنی ضروریات اس دنیا کی اور آخرت کی ہیں۔ وہ سب اسمیں موجود ہیں۔ یہ شرک ہے۔ پس

کامل توحید

کے یہ معنے ہیں کہ انسان کسی ہستی پر ٹھہرتا نہیں بلکہ یہی کہتا ہے کہ مجھے خدا کی طرف جانا ہے۔ اسے کوئی چیز خدا سے نیچے نہیں روک سکتی۔ اگر وہ رسول کو قبول کرتا ہے تو محض اس لئے کہ وہ خدا کا دروازہ ہوتا ہے جس میں سے ہو کر وہ خدا تک پہنچتا ہے۔ اگر قرآن کو قبول کرتا ہے تو محض اس لئے کہ وہ خدا کی طرف کھینچنے والی رسی ہوتی ہے۔ اگر اسباب کو استعمال کرتا ہے۔ تو محض اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے ان کے استعمال کا حکم دیا ہوتا ہے۔ اسی طرف

شیخ عبد القادر صاحب جیلانی

نے اشارہ فرمایا ہے جسے بعض لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں اسوقت تک کھانا نہیں کھاتا۔ جب تک خدا تعالیٰ نہ کہے کہ تمہیں میری توحید کی قسم کھا لو۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ شیخ عبد القادر صاحب بھوکے رہکر خودکشی کے لئے تیار ہو جاتے تھے یا خدا تعالیٰ سے منتیں کرانا چاہتے تھے۔ بلکہ ان کے کہنے کا یہی مفہوم ہے کہ مجھے کھانے پر بھی توکل نہیں۔ اور میں کھانا اس لئے نہیں کھاتا کہ زندہ رہ سکوں۔ بلکہ اس لئے کھاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے کھانا زندگی کا ذریعہ بنایا ہے۔ اگر خدا کی توحید و تفرید مجھے اجازت نہ دیتی۔ کہ میں کھاؤں تو نہ کھاتا۔ پس ان کے کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ خدا سے منتیں کراتے تھے کیونکہ یہ بے ادبی ہے۔ بلکہ ان کے کہنے میں یہی

علمی نکتہ

تھا کہ چونکہ خدا کی توحید نے یہ جائز رکھا ہے کہ میں کھاؤں اسلئے میں کھاتا ہوں اگر وہ جائز نہ رکھتی۔ تو میں کبھی نہ کھاتا۔ اور کھانے کی مجھے کوئی پروا نہ ہوتی۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ کی توحید کپڑا پہننے کی اجازت نہ دیتی تو نہ پہنتا۔ اور کہتا کہ مجھے کپڑے کی بھی کوئی پروا نہیں میں کپڑے کا محتاج نہیں۔ بلکہ خدا کا محتاج ہوں۔ اسی طرح میں اور اسباب کو بھی استعمال نہ کرتا۔ اگر ان کا استعمال کرنا خدا تعالیٰ کی توحید کے خلاف ہوتا۔ لیکن چونکہ انہیں استعمال کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور اجازت دی ہے اسلئے استعمال کرتا ہوں۔ باقی رہا ان کا یہ کہنا کہ مجھے

خدا کہتا ہے

کہ میری توحید کی قسم کھا لو۔ اس کی وجہ وہ عرفان ہے جو خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو دیتا ہے۔ جب کوئی انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ سمجھتا ہے۔ خدا نے ہی سب کچھ دیا ہے تو خدا تعالیٰ کی توحید اس سے کلام کرتی ہے۔ وہ انسان ترقی کرتا کرتا اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اسوقت جب لقمہ اٹھاتا ہے تو کانٹے کی طرح اس کے حلق میں چبھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کیا میں اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اسوقت دیکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ آگے کہتا ہے۔ کُلُوا وَاشْرَبُوا ان الفاظ کو سنکر وہ سمجھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی توحید حکم دے رہی ہے کہ میں کھاؤں۔ تب وہ کھاتا ہے اسی طرح جب وہ لباس پہننے لگتا ہے۔ تو نفس سے سوال کرتا ہے۔ کیا ستر ڈھانکنے کے لئے تو کپڑے کا محتاج ہے۔ اور کیا أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ تب وہ کہتا ہے کہ میں کپڑے کا محتاج نہیں ہوں۔ میں خدا ہی کا محتاج ہوں۔ اسوقت خدا اس کلام کے ذریعہ اس سے بولتا ہے کہ خُذُوا زِينَتَكُمْ (۲۹:۷) اور وہ سمجھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی توحید مجھے کہتی ہے کہ کپڑا پہنوں تب وہ پہنتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک ضرورت وہ اپنی پوری کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ

ایک واقعہ

سنایا کرتے تھے۔ فرماتے ایک بزرگ تھے۔ وہ ایک اور بزرگ کو جو دریا کے پار رہا کرتے تھے روز کھانا دینے جایا کرتے ایک دن بیمار ہو گئے۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا آج تم کھانا لیجا کر دریا کے پار فلاں بزرگ کے پاس لے جانا اور اسے کھلانا

اس نے کہا۔ دریا سے کس طرح گذرونگی۔ انہوں نے کہا دریا پر جاکر کہنا۔ اے دریا فلاں دا پنا نام بتاکر آدمی کی خاطر جس نے کبھی اپنی بیوی سے صحبت نہیں کی۔ مجھے رستہ دیدے۔ اس نے کہا۔ یہ تو جھوٹ ہے۔ اتنے بچے موجود ہیں۔ اور تم کہتے ہو کبھی صحبت نہیں کی۔ انہوں نے کہا تمہیں تم اسطرح کہہ دینا۔ تمہیں رستہ مل جائیگا۔ اس نے جاکر اسی طرح کہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک کشتی آگئی۔ اور وہ سوار ہوکر دریا سے پار ہوگئی۔ کھانا کھلانے کے بعد کہنے لگی میں آنے کے وقت تو دعا سیکھ لی تھی۔ اب کیا کروں۔ کیونکر پار اتروں۔ بزرگ نے کہا۔ یہ معمولی بات ہے۔ دریا پر جاکر کہنا۔ مجھے اس شخص کی خاطر دا پنا نام بتاکر رستہ دیدے جس نے کبھی اپنے منہ میں ایک دانہ بھی نہیں ڈالا۔ وہ حالانکہ ابھی ابھی اس کے سامنے کھانا کھا چکے تھے اس نے کہا۔ یہ تو جھوٹ ہے۔ کہنے لگے تمہیں کیا۔ تم اسی طرح کہنا۔ اس نے جاکر کہا۔ کشتی آگئی۔ اور وہ پار اتر گئی۔ مگر جاکر اس نے اپنے خاوند سے کہا۔ آج دو جھوٹوں کے ذریعہ دعا قبول ہوتی دیکھی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے انہوں نے کہا۔ بات یہ ہے۔ کہ نہ ہم نے کبھی نفس کی خاطر صحبت کی۔ اور نہ انہوں نے کبھی نفس کے لئے کھانا کھایا۔ ہم نے تعلق رکھا۔ تو اس لئے کہ خدا نے کہا۔ اور انہوں نے کچھ کھایا۔ تو اس لئے کہ خدا نے حکم دیا۔ پس نہیں کا مطلب یہ نہیں۔ کہ وہ فعل نہیں ہوا۔ بلکہ یہ کہ اپنی خواہش اور لذت اس میں نہ تھی۔ تو کامل توحید اس وقت ہوتی ہے۔ کہ تمام چیزوں سے لذت کھنچکر ایک ہی لذت باقی رہ جاتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ کسی چیز میں مزا نہیں آتا۔ نمکین چیز نمکین نہیں معلوم ہوتی۔ اور میٹھی چیز میٹھی نہیں لگتی۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ انسان ہر ایک چیز اس لئے کھاتا ہے۔ کہ خدا نے حکم دیا ہے۔ مطلب تو دونوں کا حاصل ہو جاتا ہے۔ جو اس نیت سے کھاتا ہے۔ کہ خدا کا حکم ہے۔ وہ بھی لذت حاصل کرتا ہے اور جو اپنے نفس کی خاطر کھاتا ہے۔ وہ بھی مزا پاتا ہے۔ اس لئے مجھے ہمیشہ تعجب آیا کرتا ہے کہ

نیت سے اتنا فرق

بڑھ جاتا ہے۔ تو لوگ کیوں نیت نہیں بدل لیتے۔ اگر یہ نیت ہو۔ کہ خدا نے کہا ہے۔ اس لئے میں یہ کام کرتا ہوں۔ تو کیا مزا نہیں آئے گا۔ ضرور آئیگا۔ مگر یہ نیت کرنے والے کو دوہرا فائدہ ہوگا۔ کیونکہ وہ میٹھا بھی کھائیگا۔ اور عبادت بھی کریگا۔ خدا تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ (۳-۱۸۸) یہ

انسان کی تین حالتیں

ہوتی ہیں اور تینوں میں ذکر کرنے سے مراد یہ ہے۔ کہ انسان ہر وقت خدا کو یاد کرتا رہتا ہے۔ اگر کھڑا ہوتا ہے تو بھی خدا کو یاد کرتا ہو۔ اگر بیٹھا ہوتا ہے تو بھی خدا کو یاد کرتا ہے۔ اگر لیٹا ہوتا ہے تو بھی خدا کو یاد کرتا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مقررہ عبادت ہی لگا رہتا ہے۔ تو پھر اور کام کس وقت کرتا ہے۔ بلکہ یہ تاممکن ہے۔ ہاں اگر وہ ہر ایک کام اس لئے کرے کہ خدا نے کہا ہے۔ تو جو کام کھڑا ہو کر کرتا ہے۔ وہ بھی عبادت ہے جو بیٹھ کر کرتا ہے وہ بھی عبادت ہے۔ اور اگر سونے کیلئے لیٹ جاتا ہے۔ تو وہ بھی عبادت ہے۔ اگر ایک تاجر اس نیت سے کام کرتا ہے۔ کہ خدا نے کہا ہے۔ کسب معاش کرو۔ تو اس وجہ سے اسے گھاٹا نہیں ہوتا۔ بلکہ جس طرح کسی اور کو نفع ہوگا۔ اسے بھی ہوگا۔ مگر نیت بدل جانے کی وجہ سے اس کا یہ کام عبادت ہو جائیگی۔ اسی طرح اگر کوئی سوتا ہے۔ اور اس لئے سوتا ہے۔ کہ خدا نے رات آرام کے لئے بنائی ہے۔ تو ساری رات اس کی عبادت سمجھی جائے گی۔ یہ ہے مطلب کھڑے۔ بیٹھے۔ اور لیٹے خدا کو یاد کرنے کا۔ اور یہ ہے کامل توحید۔ کہ کوئی کام انسان کا اپنا نہیں رہتا۔ یہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہر کام سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیا کرو۔ ورنہ وہ کام تباہ ہو جائیگا۔ اس کا بھی یہی مفہوم ہے۔ کہ یہ نیت کرلیا کرو۔ کہ

خدا کی خاطر

میں یہ کام کرتا ہوں۔ ورنہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کا اور کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ اس میں نیت کی درستی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جب ایک مسلمان یہ اقرار کرتا ہے۔ کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو اس کا کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کے

تمام اعمال میں توحید

نہ جاری ہو جائے جب تک اٹھتے۔ بیٹھتے۔ چلتے۔ پھرتے کھاتے۔ پیتے۔ عورتوں بچوں سے تعلقات رکھتے توحید ہی توحید مد نظر نہیں ہوتی اسوقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ایک ارشاد فرمایا ہے۔ اس سے دیکھو۔ یہ سب باتیں کسطرح عبادت میں داخل ہو جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر کوئی بیوی کو لقمہ کھلاتا ہے۔ تو یہ بھی اسکی عبادت ہے۔ اب لقمہ دیکر اس نے تو خود ناز اٹھایا۔ اور مزا پایا۔ پھر عبادت یہ کس طرح ہوگئی۔ لیکن چونکہ وہ اس نیت سے لقمہ دیتا ہے۔ کہ خدا نے کہا ہے۔ اسلئے یہ عبادت ہوگی اسی طرح انسان کھانا کھاتا ہے۔ اور مزا لیتا ہے۔ کپڑے پہنتا اور آرام پاتا ہے لیکن اگر اسکی نیت یہ ہوتی ہے۔ کہ یہ چیزیں خدا کی دی ہوئی ہیں۔ تو اسکی عبادت سمجھی جاتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آتا ہے جب بارش ہوتی۔ تو آپ اسے جسم پر ڈالتے منہ میں ڈالتے۔ اور فرماتے خدا نے یہ

تازہ نعمت

بھیجی ہے۔ اسکا مطلب یہ نہیں۔ کہ عرش سے خدا نے بارش بھیجی۔ بلکہ یہ کہ خدا نے نعمت دی ہے۔ اسکی قدر کرنی چاہیئے۔ پس اگر ہر نعمت کے لئے یہ کہا جائے۔ کہ خدا نے دی ہے۔ تو یہ توحید ہوگی۔ اگر ہر بات میں اس نکتہ کو مد نظر رکھا جائے۔ تو پھر کوئی انسان

خدا سے دور

نہیں ہو سکتا۔ لوگ خدا سے دور ہوتے ہیں۔ کھانے پینے کے لئے۔ یا آرام و آسائش کے لئے لیکن جو شخص یہ خیال کریگا۔ کہ سب کچھ خدا ہی دیتا ہے۔ وہ خدا کو بھولیگا۔ یا ہر وقت یاد رکھے گا۔ دیکھو اگر کسی کو کوئی دوست کھانا بھیجے۔ تو کھاتے وقت بھیجنے والا دوست یاد آئیگا۔ یا بھول جائے گا۔ اگر کوئی کسی کے لئے کپڑے لائے۔ تو انہیں پہنتے وقت لانے والا یاد

تار کا پتہ الفضل

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

الفضل قادیان بٹالہ

قیمت فی پرچہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

THE ALFAZL QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار

قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

نمبر ۱	مورخہ ۲۴ جون سنہ ۱۹۲۴ء یوم سہ شنبہ	مطابق ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اچھی ہے۔ اور حضور شب و روز مہمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

جناب خان محمد عبدالرحمٰن خان صاحب و جناب خان محمد عبداللہ خان صاحب خلف حضرت نواب محمد علیخان صاحب مالیر کوٹلہ سے تشریف لائے۔

جناب خان اوصاف علی خان صاحب مالیر کوٹلوی سیغہ دعوت و تبلیغ و انسداد ارتداد کے نائب ناظر مقرر ہوگئے ہیں۔

صاحبزادی امۃ السلام صاحبہ بنت حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے رخصتانہ کی تاریخ ۲۵ جون کی بجائے ۳ جولائی مقرر ہوئی ہے۔

اخبار احمدیہ

علاقہ ارتداد میں مباحثہ آریوں کا فرار

موضع لوہاری ضلع ایٹہ میں آریہ مناظروں نے ۱۴ مئی سنہ ۲۴ء کو چونکہ مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ اس لئے عام لوگوں کی خود پیش کردہ اور آریوں کی اسدعا پر ۲۷ مئی سنہ ۲۴ء بمقام احمدپور متصل نگلا امر سنگھ مباحثہ قرار پایا۔ مسلمانان نگلا امر سنگھ کے ذریعہ معلوم ہوا۔ کہ آریوں نے جو رات آٹھ کے قریب احمدپور میں مقیم تھے۔ چاروں طرف اپنے مناظروں کو بلانے کے واسطے خطوط لکھے۔ مگر کوئی نہ آیا۔ آخر ۲۷ مئی کو ہمارے مناظر مولوی جلال الدین صاحب شمس اور ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم اور دیگر مبلغین ضلع ایٹہ جب احمدپور پہنچے۔ تو تمام آریہ روپوش ہوگئے۔

حالانکہ ہمارے اور آریوں کے درمیان یہ تحریری اقرار نامہ لکھا جا چکا تھا۔ کہ اگر کوئی فریق تاریخ مقررہ پر نہ آئے۔ تو سو روپیہ جرمانہ دینا ہوگا۔ چنانچہ اصل تحریر کی نقل حسب ذیل ہے:۔

تاریخ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۲۴ء کو شاستراتھ ویداؤ قرآن کی ستیا پر ہوگا۔ مولوی عبدالخالق صاحب نے نشچے کیا ہے۔ مولویوں کی طرف سے مولوی جلال الدین کرینگے۔ اور ہندوؤں کی طرف سے رام چندر دہلی کرینگے۔ جلسہ کے دونو ذمہ دار ہیں اگر کوئی فریق تاریخ پر نہ آوے۔ تو سو روپیہ جرمانہ دینا ہوگا دوسرے فریق کو یا انکار شاستراتھ سے کرے تو جرمانہ۔

دستخط بخط ہندی نانک چند شاستری ۲۴ مئی سنہ ۲۴ء

مباحثہ کا استھان لوہاری سے احمدپور رکھا گیا ہے۔ اس کا پربندھ ہم سب کرینگے۔ مولوی عبدالخالق)

یا فراموش ہو جائیگا۔ کئی لوگ تختے لاتے ہیں۔ مثلاً جائے نماز۔ وہ اس لئے نہیں لاتے۔ کہ بھول جائیں۔ بلکہ اس لئے لاتے ہیں کہ یاد آتے رہیں۔ اسی طرح انسان اگر سب اشیاء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے تحفہ سمجھے۔ تو ان کی وجہ سے خدا کو یاد کرتا رہیگا۔ بھلائیگا نہیں۔ اور یہی توحید ہے۔ اس صورت میں ہر چیز

خدا کو دیکھنے کا آئینہ

بن جاتی ہیں۔ اور آئینہ جب آنکھ کے سامنے آجائے۔ تو نظر گھٹا نہیں جاتی۔ بلکہ بڑھ جاتی ہے۔ جو لوگ عینک لگاتے ہیں وہ اس لئے نہیں لگاتے۔ کہ نظر گھٹ جائے۔ بلکہ اس لئے لگاتے ہیں۔ کہ بڑھ جائے۔ اسی طرح جن چیزوں کو انسان خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھکر استعمال کرتا ہے۔ وہ خدا کو اور زیادہ یاد دلانے والی ہوتی ہیں۔ لباس جب انسان پہنتا ہے تو خدا کو زیادہ یاد کرتا ہے۔ مکان میں جب انسان داخل ہوتا ہے۔ تو خدا کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ اور یہ چیزیں اسی طرح اسے خدا دکھاتی ہیں۔ جس طرح اعلیٰ درجہ کی عینک صحیح اور زیادہ عمدہ منظر کمزور نظر والے کو دکھاتی ہے۔

یہ وہ کامل توحید ہے۔ جس کا اسلام ہم سے مطالبہ کرتا ہے اور اسی وجہ سے سجدہ اور رکوع خدا کے سوا کسی اور کو کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ بعض لوگ حیران ہوتے ہونگے۔ کہ کسی کے آگے جھکنے سے خدا کی کیا ہتک ہو گئی۔ مگر اس سے اسی لئے روکا گیا ہے کہ انسان کا ہر قسم کا انتہائی تعلق خدا سے ہونا چاہیئے جب تمام دنیاوی معاملات میں ایسا ہو۔ تب کامل توحید حاصل ہوتی ہے۔ اور اس طرح تمام کاموں میں پڑکر بھی انسان خدا کی راہ میں ترقی کرتا اور

روحانی مدارج

حاصل کرتا رہتا ہے۔ لیکن اگر اس توحید کو چھوڑ دے تو خواہ ننگ دھڑنگ ہو کر جنگلوں میں پھرتا رہے درختوں کے پتے کھا کر پیٹ بھرے۔ تو بھی توحید نہیں پا سکیگا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے دست در کار و دل بایار کے مطابق عمل ہونا چاہیئے

بس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ تم جو کلمہ توحید پڑھتے ہو۔ اور اس پر زور دیتے ہو۔ کہ اس کے سوا کوئی مسلمان نہیں ہوتا۔ تم اپنے اعمال پر بھی نظر کرو۔ اور دیکھو۔ کہ ہر چیز جو تمہیں ملتی ہے۔ اس کی آخری کڑی تم خدا تعالیٰ کو سمجھتے ہو یا نہیں۔ اگر تم اپنے کاموں میں اس بات کو جاری کر لو۔ تو یہی توحید ہے ورنہ منہ سے لا اله الا الله کہنے کا نام توحید نہیں۔ اور جب تک کوئی صرف منہ سے کہتا ہے اس وقت تک اسے کچھ نفع نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو

سچی اور حقیقی توحید

سکھائے۔ اور ہر قسم کے شرک سے بچائے۔ خدا تعالیٰ یہ جو کہتا ہے کہ شرک معاف نہیں ہو گا۔ اسکی یہی وجہ ہے کہ خدا کہتا ہے۔ کیا وہی چیزیں جو میری یاد دلانیوالی تھیں۔ وہی روک بن گئیں۔

آج نماز جمعہ کے بعد

ایک جنازہ

پڑھا جائیگا۔ یہاں ایک احمدی پٹھان ہیں۔ ان کے بھائی کے متعلق خط آیا ہے۔ کہ وہ اپنے وطن میں مار ڈالا گیا ہے۔ وہاں چونکہ اور احمدی نہیں تھے۔ اور مخالفت کی وجہ احمدیت ہی ہے۔ اس لئے اس کا جنازہ پڑھا جائیگا۔

امریکہ کا انگریزی رسالہ

جناب مولوی محمد دین صاحب نے رسالہ مسلم سن رائز بابت ماہ اپریل ۱۹۲۲ء کے ساتھ ایک اپیل بھیجا ہے جس میں ان احباب کرام سے جو رسالہ کے خریدار ہیں یا جنہیں خریدار سمجھ کر رسالہ بھیجا جاتا رہا ہے۔ رسالہ کی قیمت ادا کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ امید ہے کہ احباب خاص طور پر توجہ فرمائینگے اور نہ صرف اپنے ذمہ کی رقم جلد سے جلد بھیج دینگے۔ بلکہ نئے خریدار مہیا کرنے کی بھی سعی کرینگے۔ رسالہ جناب مولوی صاحب موصوف کی ادارت میں نہایت اعلیٰ درجہ پر شائع ہو رہا ہے اور دنیا کے بہت بڑے حصہ میں تبلیغ کا کام کر رہا ہے۔ رسالہ کی قیمت سالانہ پانچ روپے ہے 4448 Wabash Ave. Chicago Ill. U. S. A.

مرکز احمدیت کی طرف رجوع

مولوی محمد علی صاحب و دیگر سرگروہ غیر مبایع صاحبان کو دعوت

خان شاہ محمد خان صاحب غیر مبایعین کے ایک سرگروہ اور پرجوش ممبر جنہوں نے نہ صرف مالی طور پر ان لوگوں کو بہت فائدہ پہنچایا۔ بلکہ تبلیغی طور پر بھی سرگرم عمل رہے ہیں انہوں نے حسب ذیل مضمون حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں برائے اشاعت ارسال کیا ہے۔ جس بات نے انہیں یہ مضمون لکھنے اور مرکز سلسلہ کی طرف رجوع کرنے کے لئے مجبور کیا ہے۔ وہ ایسی سچی اور اس قدر وزنی ہے۔ کہ جو شخص بھی ضد اور عداوت۔ بغض اور کینہ سے علیحدہ ہو کر غور کریگا اسے اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ کاش! خدا تعالیٰ سب غیر مبایعین کے دل اور آنکھیں اسی طرح بدل دے۔ جس طرح اس نے خان صاحب موصوف کے بدلے ہیں تاکہ وہ بھی اس حقیقت کو دیکھ سکیں۔ جو اس مضمون میں پیش کی گئی ہے۔ (ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ حیات میں اور نیز حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی کے عہد خلافت میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونا گاہ دارد کا مصداق تھا۔ جن ایام میں میں سلسلہ سے الگ تھا۔ احمدیوں کو مرزائی اور کافر خیال کرتا ہوا ان کی دشمنی ثواب کا کام سمجھتا تھا۔ مگر جونہی کہ صداقت کی بجلی نے تاریکی کو دور کیا۔ اور حقیقی نور سے منور ہوا۔ تاریکی کے فرزندوں نے خواہ اپنے ہوں یا بیگانے سب ہی نے سخت مخالفت کا میدان گرم کیا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور صداقت کے مقابلہ پر عزیز و اقربا برادران و برادری و رشتہ داران کی محبت مفقود ہو گئی۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عجب موقعہ تھا۔ طرح طرح کی مخالفتیں اور تکلیفیں جن سے انسان تنگ آجاتا ہے ہر حال میں سرور اور راحت کا کام دیتی تھیں۔ اور اب

سلسلہ برقی طاقت اندر ہی اندر سے قوت ایمانی پیدا کرتی تھی۔ آمد کا سلسلہ شامل حال اور فتوحات الٰہیہ کا سلسلہ بے شمار رنگوں میں جاری تھا اپنے بیگانہ سب کو بالائے طاق رکھ کر محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع مقدم تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ کی وفات کے بعد سلسلہ دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر ایک تو اسی مرکز احمدیت یعنی قادیان سے وابستہ رہا۔ دوسرے حصہ نے لاہور میں مرکز قائم کیا۔ اور باہمی رسہ کشی کا بازار گرم کیا گیا۔ نبوت و کفر و اسلام کے مسائل پر باہم جنگ آزمائیاں ہونے لگیں۔ اور متواتر دس سال تک ہر قسم کے ہتھیاروں کی آزمائش ہو کر اب یہ موقعہ ہے۔ کہ فریقین ایک طور سے تھک کر خاموش نظر آنے لگے ہیں۔ گو کبھی کبھی حرکت کے آثار تاحال پائے جاتے ہیں۔ مگر ایک طور سے کامل خاموشی سب پر حاوی ہے۔ ہر دو فریق اپنی طاقت کا پورا اندازہ لگا چکے ہیں۔ اور ہر قسم کا لٹریچر اپنے اپنے دعاوی کے ثبوت یا انکار میں ریکارڈ کر چکے ہیں۔ جس سے ایک صداقت پسند طبیعت تعصب، و حسد و بغض سے پاک و صاف ہو کر نتیجہ بخوبی اخذ کر سکتی ہے۔ کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ مرکز احمدیت گو لاکھ مخالفت ہو۔ وہی ہے۔ جس کو بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے قائم کیا اور جس کے متعلق خداوند تعالیٰ نے ہزارہا بشارات دیں۔ وہ کبھی نیست و نابود نہیں ہو سکتا۔ اور بالمقابل گو لاکھوں مرکز اور بنائے جائیں۔ ہرگز مقبول نہیں ہو سکتے۔ دل کے خوش کرنے کو تو لاکھوں باتیں کر سکتے ہیں۔ مگر خدا کی خوشنودی ہی اصل کامیابی ہے۔ جب تک وہ حاصل نہ ہو۔ سب ہیچ ہے میرا تعلق جماعت غیر مبایع سے رہا۔ اور ہر رنگ میں حسب استعداد اس کو مقبول بنانے میں حامی و مددگار رہا۔ مگر نتیجہ برعکس ہی نکلتا رہا عجب قسم کا انقلاب واقعہ ہوا۔ وہ مخفی طاقت جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے زندگی کا کام دے رہی تھی۔ دن بدن مفقود ہونی شروع ہوئی۔ اور آج نفی کا حکم رکھتی ہے۔ اور ایسی حالت ہے کہ "نقشہ میت کہ" کے مصداق ہوں۔ نہ نمازوں میں لطف رہا نہ دعاؤں میں اثر۔ نہ ہی قلبی کیفیت بحال رہی۔ نہ ہی عملی حالت قائم رہ سکی۔ ہزارہا طریق سے سنبھالنے کی کوشش کی مگر رائگاں ہی گئے۔ اور بالمقابل عام طور سے دوسرے بزرگان جماعت کی حالت کو بھی رو بہ تنزل ہی پایا اور سب کو اس مرض کا شاکی پایا۔ ہماری جماعت میں اگر کچھ حوصلہ کی راہ دکھائی دیتی تو وہ محض جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب کی ذات تھی۔ ان کو چھوڑ کر ہر طرف مایوسی ہی مایوسی کا عالم نظر آتا تھا۔ مولوی صاحب کے بعد مجھے اس جماعت کے بزرگان اور پاک ممبران میں سے ایک ذات بھی ایسی نظر نہ آتی تھی۔ جو جماعت کی عنان سنبھالنے اور بجز تنزل مقصود دیرے جانے کی اہل ہو۔ لفظ احمدیت کا مفہوم طرح طرح کی تاویلوں میں گذر کر مخدوش ہونے لگا اور انجمن جمہوریت کے اصول پر کاربند ہونے کی مدعی تاحال جمہوریت کے منازل کو طے نہ کر سکی۔ بزرگان جماعت کے خاندانوں سے احمدیت کا جذبہ مفقود ہونے لگا اور عام طور سے احمدیت کا نام برائے نام دکھائی دینے لگا کسی دوست کو مجھ سے اتفاق نہ ہو تو خدا را اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر حقیقت کو ٹٹول کر نتیجہ نکالیں۔ اور اپنی کیفیت قلبی پر دوسروں کا اندازہ لگائیں۔ میرا دل حیران و متشدد اور سخت اضطرابی حالت میں بے چین ہونے لگا۔ کوئی راہ سمجھ میں نہ آئی۔ اور اگر کوئی آتی۔ تو خفتہ یا خفتہ کے کند بیدار کا معاملہ ہو جاتا۔ روز بروز بے چینی کا نقشہ اسقدر وسیع ہوا۔ کہ بالآخر خدا تعالیٰ جل شانہ کے روبرو زار زار دلی دعا نے فریاد پہنچادی۔ اور انشراح صدر ہوا کہ مرکز سے علیحدگی احمدیت سے علیحدگی ہے۔ بیشمار دعائیں کرتا رہا۔ اور اس حالت کو اخفا میں رکھا۔ مگر بالآخر حکم ہوا کہ اخفا ایمان کا روگ ہوتا ہے۔ پس پردہ کھل گیا۔ آنکھ بیدار ہو گئی۔ کانوں میں قوت سماعت پیدا ہو گئی۔ اور دل کے دروازے کھل ہو گئے اب تو نقشہ عجیب کہ" کا روح پرور نظارہ دکھائی دینے لگا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام کی بحث ایک قسم کی لفظی جنگ ثابت ہوئی۔ جس نبوت کا اعتراض غیر احمدی علماء یا لاہور کے احباب قادیان کی جماعت پر کرتے ہیں اس کے مدعی قادیان والے بھی نہیں پائے جاتے۔ اور جس قسم کی نبوت کے مدعی قادیان والے ہیں۔ اسکی حقیقت کے معترف غیر احمدی علماء اور خود بزرگان لاہور بھی ہیں۔ مثیل مسیح فی الواقعہ مسیح محمدی سے ہی مراد ہے۔ مثیل یہود سے مراد فی الواقعہ وہ امت محمدیہ کے لوگ ہیں۔ جو کہ مثیل مسیح کے منکر یعنی کافر اور مکفر اور مکذب ہیں۔ مغضوب علیہ گروہ وہی ہے۔ جو کہ مثیل مسیح کا تابعدار ہے۔ گمراہ گروہ وہ احمدی لوگ ہیں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقرار یا انکار کو اسلام میں کسی قسم کا نقص یا ثواب شمار نہیں کرتے۔ فاعتبروا یا اولو الابصار۔

میں سب احمدیوں کی ترقی کا راز اس بات میں مضمر سمجھتا ہوں۔ کہ وہ سب کے سب مرکز قادیان سے وابستہ ہو کر حقیقی طور سے منشاء احمدیت کو پورا کریں۔ اور باہم مل جل کر جو اختلافات ظاہری طور سے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کو تبادلہ خیالات سے برادرانہ رنگ میں حل کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت پر پورے طور سے کاربند ہوں۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت اور ترقی اپنا نصب العین قرار دیں۔

میں آج اس چٹھی کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں مرکز قادیان سے وابستہ ہوتا ہوں۔ اور دوسرے احباب کو عموماً اور احباب لاہور اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور و خان بہادر جناب میاں غلام رسول خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور۔ جناب سید محمد حسین شاہ صاحب و ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب و ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب معہ دیگر سرکردہ احباب جماعت لاہور کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بھی توقف نہ فرماویں۔ اور بحمد اللہ اس ثواب کو حاصل کریں۔ جو کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا

"زمیندار" کی بیہودہ سرائی

جناب قاضی اکمل صاحب نے جو "الفضل" کے خاص قلمی معاونین میں سے ہیں۔ مختلف اوقات میں حسب ذیل مضامین مرحمت فرمائے۔ چونکہ ان کا جلدی شائع ہونا ضروری ہے۔ اس لئے سب اکٹھے درج کئے جاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

لاہور کے بدقسمت اخبار زمیندار کے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہ معاملہ ہے۔ کہ جب کبھی وہ اس کے فرستادہ برحق کے منہ آتا ہے۔ فوراً منہ کی کھاتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے وہ شوخی و شرارت ایذا رسانی استہزاء و حقارت سے باز نہیں آتا۔ جب اس نے اپنے قلم کے ایک کشش سے سلسلہ کو مٹا دینے کا دعویٰ کیا۔ تو خدا نے زمیندار پریس کا کھو جڑا ہی کھو دیا۔ پھر جب دوسری بار کچھ اور یاوہ گوئی کی۔ تو بڑے گھر کی سیر کا پروانہ معاً پہنچ گیا۔ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں۔ مگر افسوس ان کے لئے جو اس کی ضرب بھی محسوس نہ کریں یا کریں مگر ڈھٹائی سے حرام موت مریں۔ اختر علی خان نے دن کو ستارے دیکھے لیکن حال یہ ہے۔ کہ دیوانہ وار سلسلہ احمدیہ پر حملے کئے جا رہے ہیں۔ اب کسی خناس نے یہ وسوسہ ڈالا ہے کہ امام جماعت احمدیہ نمائش دیکھنے جا رہے ہیں۔ ہم اس کے متعلق باواز بلند کہتے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

زمیندار اور اس کے خریداروں کو اسلام کا دعویٰ ہے سب مل کر کہیں آمین۔ کم از کم زمیندار کا ایڈیٹوریل سٹاف تو اسمیں ہمارا ہمنوا ہو۔

نمائش کا طعنہ دینے والے کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ہر شخص اپنی اپنی نظر اور اپنے اپنے نقطہ خیال سے ایک چیز کو دیکھتا ہے۔ وفی الارض آیات للموقنین بت خانہ میں بت پرست بھی جاتے تھے۔ ابراہیم بھی گئے۔ لیکن دونو کے جانے کا مقصد اور نتیجہ جدا جدا ہے۔ دریا سے بے پایان حسن سے ڈراتے ہو مگر یہ تو سوچو کس کو۔ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر۔ جن لوگوں میں ایمان نہیں۔ وہ تقویٰ شکن مناظر سے ڈرتے ہیں۔ تو اپنی جان کو رو ئیں۔ مگر خدا کے فضل سے خدا کے وہ بندے بھی اسی دنیا میں ہیں۔ اور امام جماعت احمدیہ کے ادنےٰ ترین خدام میں سے ہیں۔ جو وہاں برسوں رہ کر ان بتان فرنگ کو کلمۂ توحید پڑھا آئے ہیں۔ اور ان کی زبان سے کہلوا آئے ہیں کہ یہ انسان نہیں۔ اپنی پاکبازی کی وجہ سے فرشتے ہیں۔ جو آسمان سے اترے ہیں۔ پس جن کے ادنیٰ غلام اس قوت قدسیہ کے مالک ہیں۔ ان کے آقا کا کیا کہنا۔ زمیندار بیچارا مجبور ہے۔ کہ اس کے گرد و پیش منافقت کفر اور فسق و فجور کے سوا کچھ نہیں زمیندار کے جہل مرکب کا ثبوت یا افترا پردازی کا کھلا کھلا بیان اس سے بڑھ بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ امام جماعت احمدیہ کی نسبت نہایت بے باکی کے ساتھ لکھتا ہے۔ کہ وہ مکہ معظمہ کی نیت سے گئے۔ اور مصر ہو کر واپس چلے آئے۔ حالانکہ حضور پُرنور نے حج کعبہ کیا اور حج کر کے واپس تشریف لائے۔ اور غالباً زمیندار کے صفحات ہی سے یہ شہادت مہیا کی جا سکتی ہے۔ صرف اسی ایک بات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ زمیندار کی نکتہ چینی کس بدترین بد دیانتی و بدبختی پر مبنی ہے۔ انگریز عورتوں کے اسلام قبول کرنے پر ہنسی اڑاتے ہو ابتدا نشر اسلام کی تاریخ پڑھو۔ اور مسلمان کہلاتے ہوئے اس دریدہ دہنی پر تھوڑی دیر کے لئے اگر شرما جاؤ۔ تو غالباً کچھ حرج نہ ہوگا۔

(۲)

دجال القوم کی مزورانہ کارروائی

بالی فتنہ پردازوں نے آگرہ سے ایک اخبار نکالا ہے جس میں وہ ظاہر کرتے ہیں کہ "رسول اللہ کی رسالت و نبوت کو پُرزور دلائل سے مدلل اور مستحکم براہین سے مبرہن کریگا۔ اور دکھائے گا کہ قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کا کیا ثبوت ہے"۔

اُف کس قدر بے ایمانی اور بد دیانتی ہے اس ذی ثلث شعب اشخاص کی۔ ان کا مذہب اصلی جو ہے۔ اور جس سے وہ کسی صورت میں انکار نہیں کر سکتے وہ یہ ہے۔ کہ دور نبوت محمدیہ ختم ہو چکا۔ قرآن مجید اب قابل عمل در آمد نہیں رہا۔ بلکہ نیا موعود نیا امر۔ نئی کتاب۔ نئی شریعت لے کر آیا ہے۔ حسب اقتضاء نبض زبان اب ناجی وہی ہے۔ جو اس شریعت جدیدہ پر کاربند ہو۔ تو اس صورت میں ان کا مقصد قصوی تو بہاء اللہ کو انما ربکم اللہ اور ربکم الاعلیٰ منوانا ہے۔ اور کتاب اقدس پر عمل کرانا۔ لیکن کہا جاتا ہے۔ کہ ہم رسول اللہ کی رسالت ثابت کرینگے۔ اور قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت دینگے۔ کیا یہ فقرہ سادہ لوحوں کو پھانسنے کے لئے نہیں جوڑ دیا۔ کیا آگرہ کا حشمت اللہ اور اس کے اعوان و انصار اس بات سے انکار کر سکتے ہیں۔ کہ وہ ایسا لکھ کر اپنے قومی دجل کا ثبوت دے رہے ہیں۔ حالت تو یہ ہے۔ کہ اپنے پاس بھی وہ کتاب نہیں۔ جسے قرآن مجید کے بالمقابل اس زمانہ اور آئندہ کے لئے ہدایت و رحمت بتایا جاتا ہے۔ اور یوں تمام ہندوستان میں امر بہار کی اشاعت کو دوڑے ہیں۔ اگر ان بوسیدہ اوراق میں حق و حکمت ہے۔ تو انہیں حیض کے لتوں کی مانند چھپاتے کیوں ہو۔ اور کیوں جعلوا القرآن عضین کا مصداق بننے کے لئے کوئی کوئی ٹکڑا اس کا ظاہر کرتے ہو کیا اسی لئے نہیں کہ حسب موقعہ و محل اس میں تغیر و تبدل کر سکو۔ جیسا کہ آج تک البیان وغیرہ کی نسبت کیا۔ اگر تمہارے پاس حق ہے۔ تو مرد میدان بنکر نکلو اور اس شیطانی سجل کو ہمارے سامنے لاؤ جس میں اسلامی شریعت سے بہتر شریعت ہے۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد۔ محض چند الفاظ تمہاری زبانوں پر ہیں۔ اور چند چلبلے اور مسجع فقرات پر نازاں ہو کہ اس سے بہتر ایک طفل کتب بھی لکھ سکتا ہے۔ میں شرم سے پانی پانی ہو گیا۔ جب تمہارے ایک بیوقوف جاہل بر خود غلط انسان نے چند فقرات بہاء اللہ کے اس انداز سے پڑھے۔ کہ گویا وہ لاجواب فصیح و بلیغ ہیں۔ حالانکہ وہ خود عربی کا ایک حرف نہیں جانتا

تھا۔ اور سمجھ ہی نہیں سکتا۔ کہ لسان العرب کیا چیز ہے
تم لوگ اس وقت السنتھم احلی من العسل
کے لباس میں ظاہر ہونا چاہتے ہو۔ مگر میں انشاء اللہ
بہت جلد اس گند کو نکالنے میں کامیاب ہونگا۔ جو
قلوبھم قلوب الذیاب کے رنگ میں تمہارے اندر
بھرا ہوا ہے۔ اور عنقریب یہ بناوٹی تمسمی شکلیں سیاہ
چڑیل اور بھونڈی چھلپائیاں کی صورت میں منتقل
ہونیوالی ہیں۔

(۳)

ہم اپنے دشمنوں پر سخت گیر نہیں

ہمارا شیوہ امن پسندی ہے

منشی محمد پیر بخش صاحب پنشنر پوسٹماسٹر لاہور اپنے رسالہ
تائید الاسلام بابت ماہ مئی میں حکام ضلع گورداسپور کو
ان الفاظ توجہ دلاتے ہیں۔
"غریب مسلمانوں کو قادیان میں مرزائی لوگ نہایت تکلیف
پہنچا رہے ہیں۔ حتی کہ ان غریبوں کو مکانات سے باہر نکلنا
دشوار ہے۔ اور نیز گذشتہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر
بعض مسلمان مسافروں کو اسقدر پیٹا کہ ادھ موا کر چھوڑا۔"
اور پھر ماہ جون کے رسالہ میں لکھا۔
"آپ کی جماعت مسلم آزاری پر کمربستہ ہو۔ خاصکر وہ
لوگ زیادہ ستائے جاتے ہیں۔ جو اس اصلاحی جلسہ کے
بانی مبانی ہیں۔ ان بیچاروں کو گھروں سے نکلنا
محال ہو رہا ہے۔"
یہ کھلی کھلی افترا پردازی جو عام کلمہ گوؤں کو ہمارے
ف برانگیخت کرنے کے لئے کی جارہی ہے ملاحظہ ہو۔
ہ جو قادیان میں رہتا ہے یا قادیان میں چندروز
لئے قیام پذیر ہو۔ دیکھ رہا ہے۔ اور دیکھ سکتا ہے کہ
ں ان باتوں کا کسی کو گمان بھی نہیں۔ نہ کسی
ر مسلمان کو ستایا جارہا ہے نہ کسی کا مکانات وغیرہ سے
دشوار ہو رہا ہے نہ احمدی غیر احمدیوں کی تنگ
کرنے میں کہ دوسروں کے ستانے پر کمربستہ ہوں۔
یہ احمدیوں کی امن پسندی اور صلح جوئی ہی کا نتیجہ ہے
جو ہر سال دو تین بے حیثیت آدمی باہر سے مولویوں کو بلاکر
سلسلہ اور اس کے امام ہمام کو کھلی کھلی گالیاں دلواتے
ہیں۔ اور ہم سنتے ہیں۔ ورنہ ان لوگوں کو دین سے کچھ ایسی
دلچسپی یا مناسبت نہیں خود انکا پیشہ ہی اسپر گواہ ہے۔
ہم محمد پیر بخش صاحب کو بتانا چاہتے ہیں کہ وہ بلا تحقیق
گھر بیٹھے سنی سنائی باتوں کی بناء پر الزام دے رہے ہیں
احمدیوں نے کبھی غیر احمدی پر کوئی جبر نہیں کیا نہ ستایا۔
یہ بانیان جلسہ کھلے بندوں نہ صرف اپنے کاروبار اور ایذا رسانی
جماعت احمدیہ میں بدستور مشغول ہیں۔ بلکہ میں نے انہیں سے بعض کو
اپنے شفاخانوں میں احمدی اطباء سے دوائی لیتے کرسی پر بیٹھے
اور باتیں کرتے دیکھا ہے۔ اور اس چوک میں دیکھا ہے جو بالکل
احمدیوں سے مخصوص ہے پھر یہ کس قدر کفران نعمت ہے کہ ہم سے
فائدہ اٹھایا جائے۔ اور ہمیں بدنام کیا جائے۔ محمد پیر بخش اگر
اپنے قول میں راستی پر ہے۔ تو وہ ان لوگوں کے نام دے
جن پر ستم توڑے جارہے ہیں یا جن کا گھروں سے نکلنا دشوار ہے یہ
گمراہ کن دستور العمل آریوں ہی سے مخصوص رہنے دیجئے
جنہوں نے اپنے اخباروں میں موٹے موٹے عنوانوں سے
لکھا۔ قادیان میں بوچڑخانہ۔ ارد گرد کے دیہات میں
جوش پھیل گیا۔ وغیر ذالک۔ لیکن جب ہم نے پوچھا۔ کہ
وہ بوچڑخانہ کہاں ہے۔ اور کس نے قادیان میں گائے
ذبح کرنے کی اجازت کے لئے درخواست ضلع میں دی
ہے۔ تو خاموش رہگئے۔ مگر اپنی غلط خبر کی تصحیح نہ کی۔ پھر خبر
اڑادی کہ قادیان کا بازار بند ہے۔ احمدیوں کے خوف کی وجہ
سے ہڑتال ہو رہی ہے۔ متواتر روزانہ آریہ اخباروں میں یہ
خبر موٹے موٹے عنوانوں سے دیگئی ہم لوگ حیران تھے کہ یہ کس
قادیان کا ذکر ہے۔ اور کون ہندوؤں کے ساتھ برسر پرخاش
ہے۔ اور کون انکو ایسا دبا رہا ہے کہ وہ بیچارے بازار بھی نہیں کھول سکتے
آخر معلوم ہوا کہ کسی غیر احمدی کو (جس کو مختار عام نے زمین مکان
کے لئے دی تھی) ان لوگوں نے مارا۔ اور اب اس مقدمہ سے بچنے
کیلئے یہ طرز اختیار کی ہے۔ اس بات میں احمدیوں کا قطعاً کچھ دخل نہ تھا
پھر ابھی کل کی بات ہے۔ ایک ٹرپ میں طلباء نہر پر نہانے گئے
آریوں نے ارد گرد کے دیہات میں کہدیا قادیان کے مولوی آئے
ہیں۔ اور یہاں گائے ذبح کرینگے جسپر سب دیہاتی جمع ہوگئے۔
لیکن جب ان کو حقیقت حال معلوم ہوئی کہ یہ تو چند طلباء ہیں
جو نہر پر نہارہے ہیں۔ تو بہت نادم ہوئے۔ اور آریوں کو گالیاں
دینے لگے۔ کہ ہمیں مفت میں شرمندہ کیا۔
ایسا ہی یہ پروپیگنڈا ہے۔ جس کی کوئی اصلیت نہیں
آخر آپ لوگوں کو نادم ہونا پڑیگا۔ بات وہ کہنی چاہیئے جو
سچی ہو۔ مگر جس میں ذرا بھی صداقت کا شائبہ نہ ہو ایسے
شائع کرنا ایک مسلمان ہونے کے مدعی کی شان سے بعید ہے
میرا چیلنج ہے آپ کو کہ کسی غیر احمدی کا نام ثابت کریں۔ جو
گھر سے بوجہ خوف کے نہیں نکلتا۔ یا جس پر ذرا بھی تعدی کی گئی
ہو۔ باقی رہا بود کا الزام ایام جلسہ میں۔ سو ہم خاموش
ہیں۔ اسوقت تک کہ آپ لوگ خود ہی اس کی تردید پر مجبور
ہوں۔ کیونکہ یہ ایک بات ہے جو ہمارے خلاف بنائی گئی
ہے۔ شخصی واقعات تو ہر بستی ہر شہر میں ہوتے رہتے
ہیں۔ احمدیوں میں بھی بعض اوقات جھگڑا ہو جاتا ہے۔

(۴)

ہم شہاب ثاقب ہیں
اور
بہائیت شیطانی تحریک

میں نے ایک واقعہ ناظرین الفضل کے ازدیاد ایمان
کے لئے حوالہ قلم کیا تھا۔ جس کا ذکر مجلس شوریٰ میں آگیا
تھا۔ اسپر میرے دوست منشی محمد صاحب
نے عجیب و غریب ریمارک فرمائے ہیں۔ منشی صاحب موصوف
ہیں تو عقل والے۔ مگر کم بخت پیغام کی کرسی ادارت میں حماقت
وسفاہت کے جراثیم اس کثرت سے ہیں کہ اسپر بیٹھتے ہی
انسان بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ
امام نے جس وقت فرمایا کہ بابیوں کی ہستی کیا ہے۔ وہ اگر
ہمارے مقابل پر آئیں تو ایک مچھر کی مانند مسل
ڈالے جائینگے۔ اسی وقت ایک غیر معمولی شہاب
ثاقب آسمان پر ظاہر ہوا۔ یہ گویا تفاؤل تھا اس
امر کے لئے کہ فی الواقعہ ہم شہاب ثاقب ہیں۔ اور
بہائیت شیطانی تحریک اس سیدھی سادھی بات کو جو بالکل
سنت صادقین کے مطابق تھی پیغام نے یوں ظاہر کیا ہے کہ
گویا میں نے امام کا ایک معجزہ نقل کیا ہے۔

تھا۔ اور سمجھ ہی نہیں سکتا۔ کہ لسان العرب کیا چیز ہے۔ تم لوگ اس وقت المستقیم اعلیٰ من العسل کے لباس میں ظاہر ہونا چاہتے ہو۔ مگر میں انشاء اللہ بہت جلد اس گند کو نکالنے میں کامیاب ہونگا۔ جو قلوبھم قلوب الذیاب کے رنگ میں تمہارے اندر بھرا ہوا ہے۔ اور عنقریب یہ باطنی طلسمی شکلیں سیاہ چڑیل اور بھونڈی پچھل پائیاں کی صورت میں منتقل ہونیوالی ہیں۔

(۳)

ہم اپنے دشمنوں پر سخت گیر نہیں

ہمارا شیوہ امن پسندی ہے

منشی محمد پیر بخش صاحب پنشنر پوسٹ ماسٹر لاہور اپنے رسالہ تائید الاسلام بابت ماہ مئی میں حکام ضلع گورداسپور کو ان الفاظ توجہ دلاتے ہیں۔

"غریب مسلمانوں کو قادیان میں مرزائی لوگ نہایت تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ان غریبوں کو مکانات سے باہر نکلنا دشوار ہے۔ اور نیز گذشتہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر بعض مسلمان مسافروں کو اسقدر پیٹا کہ ادھ موا کر چھوڑا"

اور پھر ماہ جون کے رسالہ میں لکھا۔

"آپ کی جماعت مسلم آزاری پر کمربستہ ہو۔ خصوصاً وہ لوگ زیادہ ستائے جاتے ہیں۔ جو اس اسلامی چندہ کے بانی مبانی ہیں۔ ان بیچاروں کو گھروں سے نکلنا محال ہو رہا ہے۔"

یہ کھلی کھلی افتراپردازی جو عام کلمہ گوؤں کو ہمارے برخلاف برانگیخت کرنے کے لئے کی جارہی ہے ملاحظہ ہو۔ ہر شخص جو قادیان میں رہتا ہے یا قادیان میں چند روز کے لئے قیام پذیر ہو۔ دیکھ رہا ہے اور دیکھ سکتا ہے کہ [illegible]ن باتوں کا کسی کو سان گمان بھی نہیں۔ نہ کسی [illegible] کو ستایا جارہا ہے نہ کسی کا مکانات وغیرہ سے [illegible] ار ہو رہا ہے نہ احمدی غیر احمدیوں کی تنگ[illegible] دوسروں کے ستانے پر کمربستہ ہوں۔ [illegible] امن پسندی اور صلح جوئی ہی کا نتیجہ جو ہر سال دو تین بے حیثیت آدمی باہر سے مولویوں کو بلا کر سلسلہ اور اس کے امام ہمام کو کھلی کھلی گالیاں دلواتے ہیں۔ اور ہم سنتے ہیں۔ ورنہ ان لوگوں کو دین سے کچھ ایسی دلچسپی یا مناسبت نہیں خود ہمیشہ ہی اسی پر گواہ ہے۔

ہم محمد پیر بخش صاحب کو بتانا چاہتے ہیں کہ وہ بلا تحقیق گھر بیٹھے سنی سنائی باتوں کی بناء پر الزام دے رہے ہیں احمدیوں نے کسی غیر احمدی پر کوئی جبر نہیں کیا نہ ستایا۔ یہ بانیان جلسہ کھلے بندوں نہ صرف اپنے کاروبار اور ایذارسانی جماعت احمدیہ میں بدستور مشغول ہیں۔ بلکہ میں نے انہیں سے بعض کو اپنے شفاخانوں میں احمدی اطباء سے دوائی لیتے کرسی پر بیٹھے اور باتیں کرتے دیکھا ہے۔ اور اس چوک میں دیکھا ہے جو بالکل احمدیوں سے مخصوص ہے۔ پھر یہ کس قدر کفران نعمت ہے کہ ہم سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اور ہمیں بدنام کیا جائے۔ محمد پیر بخش اگر اپنے قول میں راستی پر ہے۔ تو وہ ان لوگوں کے نام دے جن پر ستم توڑے جا رہے ہیں یا جن کا گھروں سے نکلنا دشوار ہے یہ گمراہ کن دستور العمل آریوں ہی سے مخصوص ہے جنہوں نے اپنے اخباروں میں موٹے موٹے عنوانوں سے لکھا۔ قادیان میں بوچڑخانہ۔ ارد گرد کے دیہات میں جوش پھیل گیا۔ وغیر ذالک۔ لیکن جب ہم نے پوچھا کہ وہ بوچڑ خانہ کہاں ہے۔ اور کس نے قادیان میں گائے ذبح کرنے کی اجازت کے لئے درخواست ضلع میں دی ہے۔ تو خاموش رہ گئے۔ مگر اپنی غلط خبر کی تصحیح نہ کی۔ پھر خبر اڑا دی کہ قادیان کا بازار بند ہے احمدیوں کے خوف کی وجہ سے ہڑتال ہو رہی ہے۔ متواتر روزانہ آریہ اخباروں میں یہ خبر موٹے موٹے عنوانوں سے دیگئی ہم لوگ حیران تھے کہ یہ کس قادیان کا ذکر ہے۔ اور کون ہندوؤں کے ساتھ برسر پرخاش ہے۔ اور کون انکو ایسا دبا رہا ہے کہ وہ بیچارے بازار بھی نہیں کھول سکتے آخر معلوم ہوا کہ کسی غیر احمدی کو (جس کو مختار عام نے زمین بکان لئے دی تھی) ان لوگوں نے مارا۔ اور اب اس مقدمہ سے بچنے کیلئے سٹرائیک اختیار کی ہے۔ اس بات میں احمدیوں کا قطعاً کچھ دخل نہ تھا پھر اگلی کی بات ہے۔ ایک ٹریپ میں طلباء نہر پر نہانے گئے آریوں نے ارد گرد کے دیہات میں کہدیا قادیان سے مولوی آئے ہیں۔ اور ان گائے ذبح کرینگے بہت سے دیہاتی جمع ہو گئے۔ لیکن جب ان کو حقیقت حال معلوم ہوئی کہ یہ تو چند طلباء ہیں جو نہر پر نہا رہے ہیں۔ تو بہت نادم ہوئے۔ اور آریوں کو گالیاں دینے لگے۔ کہ ہمیں مفت میں شرمندہ کیا۔

ایسا ہی یہ پروپگنڈا ہے۔ جس کی کوئی اصلیت نہیں۔ آخر آپ لوگوں کو نادم ہونا پڑیگا۔ بات وہ کہنی چاہیئے جو سچی ہو۔ مگر جس میں ذرا بھی صداقت کا شائبہ نہ ہو ایسے شائع کرنا ایک مسلمان ہونے کے مدعی کی شان سے بعید ہے میرا یہ چیلنج ہے آپ کو کہ کسی غیر احمدی کا نام ثابت کریں۔ جو گھر سے بوجہ خوف کے نہیں نکلتا۔ یا جس پر ذرا بھی تعدی کی گئی ہو۔ باقی رہا بلوہ کا الزام ایام جلسہ میں سو ہم خاموش ہیں۔ اسوقت تک کہ آپ لوگ خود ہی اس کی تردید پر مجبور ہوں۔ کیونکہ یہ ایک بات ہے جو ہمارے خلاف بنائی گئی ہے۔ شخصی واقعات تو ہر بستی ہر شہر میں ہوتے رہتے ہیں۔ احمدیوں میں بھی بعض اوقات جھگڑا ہو جاتا ہے۔

(۴)

ہم شہاب ثاقب ہیں اور بہائیت شیطانی تحریک

میں نے ایک واقعہ ناظرین الفضل کے ازدیاد ایمان کے لئے حوالہ قلم کیا تھا۔ جس کا ذکر مجلس شوریٰ میں آگیا تھا۔ اسپر میرے دوست منشی محمد صاحب نے عجیب و غریب ریمارک فرمائے ہیں۔ منشی صاحب موصوف ہیں تو عقل والے۔ مگر کم بخت پیغام کی کرسی ادارت میں حماقت وسفاہت کے جراثیم اس کثرت سے ہیں کہ اسپر بیٹھتے ہی انسان بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ امام نے جس وقت فرمایا کہ بابیوں کی ہستی کیا ہے۔ وہ اگر ہمارے مقابل پر آئیں تو ایک مچھر کی مانند مسل ڈالے جائینگے۔ اسی وقت ایک غیر معمولی شہاب ثاقب آسمان پر ظاہر ہوا۔ یہ گویا تفاؤل تھا اس امر کے لئے کہ فی الواقعہ ہم شہاب ثاقب ہیں۔ اور بہائیت شیطانی تحریک۔ اس سیدھی سادھی بات کو جو بالکل سنت صالحین کے مطابق تھی پیغام نے یوں ظاہر کیا ہے کہ گویا میں نے امام کا ایک معجزہ نقل کیا ہے۔

حالانکہ قرآن مجید نے پتے پتے ذرے ذرے کو نشان فرمایا ہے۔ اور شہاب ثاقب کا باطنی اثر شیطانی تحریکات کو چھپنا ہوتا ہے۔ اس کے معتقد جمہور علماء اسلام ہیں۔ حتٰی کہ خود جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر میں تسلیم کیا ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے۔ کہ بعثت نبی کریمؐ کے وقت شہاب ثاقب بہت گرے۔ جس کو دیکھ کر ایک قوم ایمان لائی۔ مسیح موعود کے وقت میں بھی ایسا ہوا۔ بلکہ ایک شہاب ثاقب کو بہت بڑا نشان قرار دیا گیا۔ جو حقیقۃ الوحی میں درج ہے۔ مگر سلب ایمان کا بُرا ہو۔ کہ اب مسیح موعود کو ماننے کا دعویٰ کرنے والا ایک گروہ شہاب ثاقب کو بے حقیقت اور دین کے ساتھ تمسخر سمجھ رہا ہے۔

بے وقوفی اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ یہ بات بنا رکھی ہے۔ جو نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ سورج کو گرہن ابراہیم میرے فرزند کی وفات کی وجہ سے نہیں لگا۔ اور یہ بھول گیا۔ کہ یہی چاند گرہن سورج گرہن مہدی موعود کا سب سے بڑا نشان ہے۔ جسے مخالفین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ یہی حال شہاب ثاقب کا ہے۔ اور ایک وقت خاص پر اس کا ظاہر ہونا ایک نشان ہے۔ اس پر ہنسی اڑانا مومنوں کا شیوہ نہیں۔ کفار کا کام ہے۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہے۔ کہ اگر فی الواقعہ ہم سے نفار اس لئے ہے۔ کہ ہم نبی کریمؐ کے بعد نبوت ظلی و بروزی کے قائل ہیں۔ تو یہ نفار اصحاب پیغام کو بہائیوں سے بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیئے۔ جو نبی کریمؐ کے دین کو منسوخ کر کے اپنا جدا دین جدا قبلہ پیش کر رہے ہیں۔ مگر یہ عجیب بات ہے۔ کہ معاملہ بہائیت کا ہو ... پیغام بڑا الگ ہے

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا خبث ہمارے علم میں ہے

آخر یہ مناسبت کیسی؟ بجز اس الکفر ملۃ واحدۃ کے کچھ وجہ نہیں ہو سکتی۔ سچ کہا تھا۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے کہ اسلام کا خلاصہ ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کا نچوڑ ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اور اگر یہ معلوم کرنا ہے۔ کہ اصحاب پیغام کا کیا نصب العین ہے۔ تو ان کی کتابوں ان کی تقریروں ان کے مضمونوں کا خلاصہ صرف دو لفظوں میں آ سکتا ہے۔ "عداوت محمود" بات خواہ کیسی ہی سیدھی ہو۔ ان کو الٹی نظر آئیگی۔ خیر سے بہائیت کی واقفیت کا یہ حال ہے کہ بہاء اللہ کو نبی سمجھ رہے ہیں۔ اور دلائل میں اشتراک یہ بتا رہے ہیں۔ کہ وہ بھی خاتم الانبیاء کے بعد نبوت کے قائل اور احمدی بھی۔ حالانکہ ان کا یہ مذہب ہی نہیں۔

مجھ سے شکوہ کیا گیا ہے۔ کہ میں نے مجلس شوریٰ (جو ۲ بجے تک رہی) کی مفصل رپورٹ کیوں نہیں دی۔ مدیر پیغام کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ المجالس بالامانۃ۔ وہ مجلس بہائیت کے لئے نہ تھی۔ اور نہ ان کی ایسی حقیقت ہے۔ اثناء گفتگو میں ذکر آ گیا۔ تو حضور نے چند کلمات فرما دیئے۔

باقی یہ مجھے معلوم ہے۔ کہ تم لوگ بہائیت کے دلائل سے متاثر ہو۔ اور جواب بن نہیں آتا۔ اب تمہاری نگاہیں (قادیان) کی طرف لگی ہیں۔ کہ وہاں سے لٹریچر شائع ہو۔ اور ہماری گلو خلاصی ہو۔ سو اس کے لئے۔ اے محسن کشو۔ احسان فراموشو انتظار کرو۔ ہمارا بہائی تنگ دل نہیں۔ اس کے چشمہ شیریں سے دوست دشمن سیراب ہوتے ہیں۔ (اکمل قادیان)

واقعات سے حضرت مسیح موعود کی صداقت

مولوی ثناء اللہ کا اخبار اہلحدیث ۱۳ رجون بحوالہ آریہ گزٹ ۲۲ رمئی ۱۹۲۴ء ایک خبر درج کرتا ہے جو یہ ہے۔

"موناچل اور گرینڈا میں ایک گاؤں سے قریب دو میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ کر چل رہا ہے۔ گاؤں والے۔ اس خوف سے کہ کہیں وہ سب دب کر مر نہ جائیں۔ گاؤں چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ یہ پہاڑ سیرا نیویدا کے سلسلہ میں ہے۔ اس نے چلنا شروع کر دیا۔ یہ موناچیں کی طرف چل رہا ہے۔ زمین میں بڑے بڑے غار رونما ہوئے ہیں۔ قرب و جوار سے باغ اور مکانات زیر زمین ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر پہاڑ ذرا اور چلا۔ تو دریائے موناچی اور قریب کے گاؤں نیست و نابود ہو جائیں گے۔"

اور پھر لکھتا ہے۔

"گذشتہ سال میں شملہ گیا۔ تو وہاں احباب نے ایک ٹیلہ کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔ کہ چند روز ہوئے ہیں۔ یہ ٹیلا ٹیڑھا ہو گیا تھا۔ اس کے بعد آریہ گزٹ سے منقولہ خبر پڑھیئے۔ پھر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت بغور پڑھیئے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ (قرب قیامت کے پہاڑ اپنی جگہ سے چلائے جائینگے) واقعہ مذکورہ سے پہلے سماجی منہ پھاڑ پھاڑ کر اس قرآنی صداقت پر اعتراض کرتے تھے۔"

علماء اسلام ان واقعات کو جو سورہ تکویر میں بیان ہوئے ہیں۔ اور جن میں سے ایک وإذا الجبال سیرت بھی ہے۔ قیامت عظمیٰ کا نشان قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے ظاہری شکل میں پورے ہونے کا "اہلحدیث" بھی بالبداہت اقرار کرتا ہے۔ چونکہ مسیح موعود کی آمد قیامت کے پیشتر ضروری ہے۔ جیسا کہ مسلم فریقین ہے۔ اسلئے ہم پوچھتے ہیں کہ اے اسلام کے غمخوارو! اور آپ کی حمایت کے مدعیو! بتاؤ۔ وہ مسیح قیامت کو آئے گا۔ یا قیامت کے بھی بعد۔ کیونکہ اب تو ثنائی ترجمہ کے مطابق بھی قرب قیامت آ گیا۔ اور اس کی علامات پوری ہو رہی ہیں۔ اور اسلام کی شکستہ حالی، اندرونی انشقاق، باہمی تکفیر و تفسیق، اغیار کے تباہ کن حملے۔ اپنوں کی بے اعتنائی پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ اگر کسی موعود نے آنا ہے۔ تو اس کا یہی وقت ہے۔

(خاکسار اللہ دتا جالندھری)

انسپکٹر صاحب تعلیم و تربیت کا دوسرا دورہ

گذشتہ ایک ماہ میں انسپکٹر صاحب تعلیم و تربیت نے ضلع گورداسپور کے دورے کو ختم کیا ہے۔ اس اثناء میں آپ نے اہم انجمنوں کو د

" حالانکہ قرآن مجید نے بچے بچے ذرے ذرے کو نشان فرمایا ہے۔ اور شہاب ثاقب کا باطنی اثر شیطانی تحریکات کو کچلنا ہوتا ہے۔ اس کے معتقد جمہور علماء اسلام ہیں۔ حتیٰ کہ خود جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر میں تسلیم کیا ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے۔ کہ بعثت نبی کریم کے اول شہاب ثاقب بہت گرے۔ جن کو دیکھ کر ایک قوم ایمان لائی۔ مسیح موعود کے وقت میں بھی ایسا ہوا۔ بلکہ ایک شہاب ثاقب کو بہت بڑا نشان قرار دیا گیا۔ جو حقیقۃ الوحی میں درج ہے۔ مگر سلب ایمان کا بُرا ہو۔ کہ اب مسیح موعود کو ماننے کا دعویٰ کرنے والا ایک گروہ شہاب ثاقب کو بے حقیقت اور دین کے ساتھ تمسخر سمجھ رہا ہے ؎

بے وقوفی اس درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ کہ یہ بات بنے باندھ لی ہے۔ جو نبی کریمؐ نے فرمایا۔ کہ سورج کو گرہن ابراہیمؑ میرے فرزند کی وفات کی وجہ سے نہیں لگا۔ اور یہ بھول گیا۔ کہ یہی چاند گرہن سورج گرہن۔ مہدی موعود کا سب سے بڑا نشان ہے۔ جسے مخالفین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ یہی حال شہاب ثاقب کا ہے۔ اور ایک وقت خاص پر اس کا ظاہر ہونا ایک نشان ہے۔ ایسی ہنسی اڑانا مومنوں کا شیوہ نہیں۔ کفار کا کام ہے۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہے۔ کہ اگر فی الواقعہ ہم سے نفار اس لئے ہے۔ کہ ہم نبی کریم کے بعد نبوت ظلی و بروزی کے قائل ہیں۔ تو یہ نفار اصحاب پیغام کو بہائیوں سے بدرجۂ اولیٰ ہونا چاہیئے۔ جو نبی کریم کے دین کو منسوخ کرکے اپنا جدا دین جدا قبلہ پیش کر رہے ہیں۔ مگر یہ عجیب بات ہے۔ کہ معاملہ بہائیت کا یہ [illegible] ہے۔ پیغام بلڈنگ سے

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم پیامیؔ
سارے جہاں کا خبث ہمارے عَلم میں ہے

آخر یہ مناسبت کیسی؟ بدون [illegible] کچھ وجہ نہیں ہو سکتی۔ سچ کہا تھا۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے کہ اسلام کا خلاصہ ہے۔ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کا نچوڑ ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اور اگر یہ معلوم کرنا ہے۔ کہ اصحاب پیغام کا کیا مذہب ہے۔ تو ان کی کتابوں ان کی تقریروں ان کے نمونوں کا خلاصہ صرف دو لفظوں میں آسکتا ہے۔ "عداوت محمود" بات خواہ کیسی ہی سیدھی ہو۔ ان کو الٹی نظر آئیگی۔ خیر سے بہائیت کی واقفیت کا یہ حال ہے کہ بہاء اللّٰہ کو نبی سمجھ رہے ہیں۔ اور دلائل میں انتشار کی یہ بتا رہے ہیں۔ کہ وہ بھی خاتم الانبیاء کے بعد نبوت کے قائل اور احمدی بھی۔ حالانکہ ان کا یہ مذہب ہی نہیں ؎

مجھ سے شکوہ کیا گیا ہے۔ کہ میں نے مجلس شوریٰ (جو ۱۲ بجے تک رہی) کی مفصل رپورٹ کیوں نہیں دی مدیر پیغام کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ المجالس بالامانات وہ مجلس بہائیت کے لئے نہ تھی۔ اور نہ ان کی ابھی حقیقت ہے۔ اثناء گفتگو میں ذکر آگیا۔ تو حضور نے چند کلمات فرما دیئے۔

باقی یہ مجھے معلوم ہے۔ کہ تم لوگ بہائیت کے دلائل سے متاثر ہو۔ اور جواب بن نہیں آتا۔ اب تمہاری نگاہیں قادیان کی طرف لگی ہیں۔ کہ وہاں سے لٹریچر شائع ہو۔ اور ہماری گلو خلاصی ہو۔ سو اس کے لئے۔ اے محسن کشو۔ احسان فراموشو انتظار کرو۔ ہمارا ساقی تنگ دل نہیں۔ اس کے چشمہ شیریں سے دوست دشمن سیراب ہوتے ہیں ؎ (اکمل قادیان)

واقعات سے حضرت مسیح موعود کی صداقت

مولوی ثناء اللّٰہ کا اخبار اہلحدیث ۱۳ر جون بحوالہ آریہ گزٹ ۲۲ر مئی ۱۹۲۳ء ایک خبر درج کرتا ہے جو یہ ہے۔

"موتا چل اور گر نیڈا میں ایک گاؤں سے قریب دو میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ کر چل رہا ہے۔ گاؤں والے۔ اس خوف سے کہ کہیں وہ سب دب کر مر نہ جائیں۔ گاؤں چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ یہ پہاڑ سیرنوید اکے سلسلہ میں ہے۔ اس نے چلنا شروع کر دیا۔ موتا ہیں کی طرف چل رہا ہے۔ زمین میں بڑے بڑے غار رونما ہوئے ہیں۔ قرب و جوار سے باغ اور مکانات زیر زمین ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر پہاڑ ذرا اور چلا۔ تو دریائے موتاچی اور قریب کے گاؤں نیست و نابود ہو جائیں گے ؎"

اور پھر لکھتا ہے۔

"گذشتہ سال میں شملہ گیا۔ تو وہاں احباب نے ایک ٹیلہ کی طرف اشارہ کرکے بتایا۔ کہ چند روز ہوئے ہیں۔ یہ ٹیلا ٹیڑھا ہو گیا تھا۔ اس کے بعد آریہ گزٹ سے منقولہ خبر پڑھے۔ پھر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت بغور پڑھئے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ (قرب قیامت کے پہاڑ اپنی جگہ سے چلائے جائینگے) واقعہ مذکور سے پہلے سماجی منہ پھاڑ پھاڑ کر اس قرآنی صداقت پر اعتراض کرتے تھے ؟"

علماء اسلام ان واقعات کو جو سورۂ تکویر میں بیان ہوئے ہیں۔ اور جن میں سے ایک وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ بھی ہے۔ قیامت عظمیٰ کا نشان قرار دیتے ہیں۔ اور اسکے ظاہری شکل میں پورے ہونے کا "اہلحدیث" بھی بالبداہۃ اقرار کرتا ہے۔ چونکہ مسیح موعود کی آمد قیامت سے پیشتر ضروری ہے۔ جیسا کہ مسلم فریقین ہے۔ اسلئے ہم پوچھتے ہیں کہ اے اسلام کے غمخوارو! اور اس کی حمایت کے مدعیو! بتاؤ۔ وہ مسیح قیامت کو آئے گا۔ یا قیامت کے بھی بعد کیونکہ اب تو ثنائی ترجمہ کے مطابق بھی قریب قیامت آگیا۔ اور اس کی علامات پوری ہو رہی ہیں۔ اور اسلام کی خستہ حالی، اندرونی انشقاق، باہمی تکفیر و تفسیق، اور غیروں کے تباہ کن حملے۔ اپنوں کی بے اعتنائی پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ کہ اگر کسی موعود نے آنا ہے۔ تو اس کا یہی وقت ہے ؎ (خاکسار اللہ دتا جالندھری)

انسپکٹر صاحب تعلیم و تربیت کا دورہ

گذشتہ ایک ماہ میں انسپکٹر صاحب تعلیم و تربیت نے دورہ کو ختم کیا ہے۔ اس اثناء میں آپ نے

ہنے پر سب پربند ٹھیک ہے۔ دونو طرف کی ذمہ داری ہم ٹھیک رکھیں گے۔ دستخط نائب چند بخط ہندی شہر ہوا۔ آریہ پرچارک کو نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ اپنی تحریر کے مطابق جرمانہ ادا کرے۔

خاکسار عبد الخالق احمدی مبلغ لوہاری ۔ ضلع ایٹہ

چندہ خاص کے متعلق قابلِ قدر مثال

چندہ خاص کی وصولی کے لئے جو تحریک کی گئی ہے اس کے متعلق چودھری فورالدین صاحب نمبردار چک ۶ ضلع منٹگمری نے یہ طریق اختیار کیا ہے کہ جس قدر وعدہ انہوں نے اپنی جماعت کی طرف سے کیا تھا۔ اس قدر رقم کی وصولی کے لئے فصلوں کا انتظار نہیں کیا۔ بلکہ اپنے پاس سے مبلغ ۱۲۴ بھیجکر بقایا صاف کر دیا ہے۔ یہ مثال سب جماعتوں کے لئے اور بالخصوص زمیندار جماعتوں کے لئے ایک نہایت اچھا نمونہ ہے۔ اُمید ہے کہ احباب اپنے بقایوں کی ادائگی کی طرف اسی طرح توجہ کرینگے۔ اور بہت جلد اپنے بقائے صاف کرینگے خاکسار عبد المغنی ناظر

علاقہ ارتداد کے لئے قربانی کے بکرے

گذشتہ عید اضحیٰ کے موقعہ پر علاقہ ارتداد کے دیہات میں بکروں کی قربانی کی گئی تھی۔ جس کا بہت اچھا اثر ہوا تھا۔ اس سال بھی جو احباب قربانی کے بکرے علاقہ ارتداد میں دیکر ثواب حاصل کرنا چاہیں وہ روپیہ بہت جلد ناظر صاحب انسداد ارتداد قادیان کے نام بھیجدیں۔ چھ روپیہ فی بکرا کافی ہو گا۔

ناظر ارتداد انسداد ۔ قادیان

قطع تعلق

اس سے پہلے اعلان کیا جا چکا ہے کہ جو لوگ شعار اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام کی حرمت نہیں کرتے۔ اور علانیہ ان کے برخلاف کرکے لوگوں کے لئے برا نمونہ پیش کرتے ہیں، اُن سے قطع تعلق کا اعلان کیا جائیگا۔ چونکہ تحصیل کاٹھ گڈھ کے ایک شخص نے باوجود نظارت ہذا کی طرف سے خبردار کئے جانے کے اپنی لڑکی کا رشتہ ایک غیر احمدی سے کر دیا ہے۔ اس لئے کاٹھ گڈھ کی تحصیل کی تمام جماعتوں کو بذریعہ ان کے اُمراء سیکرٹریوں مطلع کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص مشار الیہ سے تعلق نہ رکھے۔ کیونکہ اس نے عملاً ثبوت دیا ہے کہ سلسلہ کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے میں تمام جماعتہائے احمدیہ کو پھر اطلاع دیتا ہوں کہ وہ اصلاح ذات البین کے لئے حتی الوسع کوشش کریں۔ اور اگر وہ کامیاب نہ ہو سکیں۔ تو چاہیئے کہ اُمراء و سکرٹریان نظارت ہذا کو اطلاع دیں۔ تا یہاں سے مناسب ذرائع اصلاح کے اختیار کئے جا دیں ناظر تعلیم تربیت قادیان

فیروزپور میں چھوت چھات پر لیکچر۔ اور ایک کلرک کی غلط بیانی

اخبار پرتاب مجریہ ۱۵ جون ۱۹۲۴ء میں ایک مضمون کسی صاحب سید حسن کلرک کے نام سے چھپا ہے۔ جسمیں ظاہر کیا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ فیروزپور کی طرف سے جو لیکچر چھوت چھات کے مسئلہ پر مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل نے قصوری دروازہ کے چوک میں دیا تھا۔ وہ اشتعال انگیز تھا لیکن یہ نہیں بتلایا۔ کہ کونسی بات ایسی تھی جس سے لوگوں کو اشتعال آنے کا اندیشہ تھا۔ بس یہ سراسر غلط ہے۔ کہ کوئی اشتعال انگیز تقریر ہماری طرف سے کی گئی۔ البتہ اس میں شک نہیں۔ کہ ایک آریہ سائل نے تحقیق حق کی آڑ میں غیر متعلق باتیں چھیڑ کر اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت نامناسب حملے کئے۔ اور گفتگو کرتے وقت اس کا لہجہ بالکل اشتعال انگیز تھا۔ لیکن ہماری طرف سے پھر بھی درگذر سے کام لیا گیا۔ اور نہایت متانت کے ساتھ اس کے سوالات کے مدلل جواب دئے گئے۔

دوسری بات جو کلرک صاحب موصوف نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان گائے کا گوشت کیوں کھاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ اہل اسلام اپنے مذہب کی رُو سے اسے حلال اور طیب جانتے ہیں اسلئے استعمال کرتے ہیں۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ سید حسن صاحب کو ہندوؤں کی طرف سے وکالت کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ اس کے متعلق تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ انہوں نے صرف اپنے ہندو افسر کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کسی ہندو صاحب کے لکھے ہوئے مضمون پر دستخط کرکے اشاعت کے لئے بھیجدیا۔

خاکسار احمد جان عفا اللہ عنہ ۔ سکرٹری صیغہ تبلیغ ۔ فیروزپور

نظم

جذباتِ صادقہ

سُنے کوئی ذرا قصہ مرے دردِ نہانی کا
کہ یہ دل زخم خوردہ ہے غمِ مارِ نوجوانی کا

عزیزوں کی جدائی نے کچھ ایسا سخت تڑپایا
کہ شہرہ ہو گیا ہر سو ہماری نوحہ خوانی کا

وفاداری کے پردہ میں جفا کاری ہے کی اس نے
بھروسہ کیا کرے کوئی کسی کی رازدانی کا

تری فطرت تری خصلت تری عادت کے کیا کہنے
کروں شکوہ میں کیا تجھ سے تری نامہربانی کا

ہوا چرچا ہے دُنیا میں کسی کے حُسنِ تاباں کا
زمانہ منتظر بیٹھا ہے اسکی ضو فشانی کا

نہیں مغرب نے دیکھا آج تک تجھ سا حقائق داں
مزا آ جائے اس کو بھی تری جادو بیانی کا

اُٹھا رکھا غمِ عالم ہے تو نے دوشِ نازک پر
عجب عالم ہے جانِ من تری اس ناتوانی کا

دیا ہے راہِ حق میں سر اگر مقبول ہو جائے
تو پھر کیا خوف ہو سکتا ہے مرگِ ناگہانی کا

مسیحا یہ ترے انفاس کا ادنیٰ کرشمہ ہے
کہ عقدہ کھل گیا مجھ پر حیاتِ جاودانی کا

لگا کر خون داخل ہونا چاہے تو شہیدوں میں
عجب موقعہ یہ نکلا شاد تیری شادمانی کا

اطلاع:۔ اس نمبر کے ساتھ جلد ۱۱ ختم ہوتی ہے اور ... نئی جلد کا پہلا پرچہ انشاء اللہ [illegible] جولائی [illegible] شائع ہوگا۔ اطلاعاً عرض ہے